اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

عیدالفطر کے فضائل و مسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ٥ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ٥ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! آج عید کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور اپنے پیارے حبیب ہمارے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ و طفیل رمضان شریف جیسا رحمت و مغفرت والا مہینہ امت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمایا۔ جس مسلمان نے اپنے رب تعالیٰ کے لئے رمضان شریف کے روزے رکھے، اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت جان کر نیند کو قربان کر کے سحری کیا اور روزہ رکھا، اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور تمام نمازوں کو بجماعت ادا کرتا رہا اور افطار کے وقت دعاء میں مشغول رہا پھر افطار کیا اور مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کیا اور عشاء اور تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا رہا تو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ادب و احترام کے ساتھ رمضان شریف کا مہینہ مکمل کیا تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور عید سعید کا انعام ان کو عطا فرمایا۔

اسی لئے ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ فرمایا ہے یعنی عید کی رات انعام و اکرام پانے کی رات ہے اور عید کا دن مغفرت و بخشش پانے کا دن ہے جیسا کہ الترغیب والترہیب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے حضور

سرکارِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آج کے روز یعنی عید کے دن عام اعلان فرماتا ہے اے میرے بندو! جو سوال کرنا ہے کرو؟ میں اس کو پورا کروں گا، میری عزت وجلال کی قسم آج یعنی عید کے دن اپنی آخرت کے بارے میں جو مجھ سے سوال کروگے وہ میں پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کی بھلائی مانگوگے میں تم کو دوں گا۔ میری عزت کی قسم جب تک تم میرے حکم پر عمل کرتے رہوگے میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں پر پردہ ڈالتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ظالموں کے ساتھ رسوا نہ کروں گا اور تم اس حال میں نماز عید سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر آؤ گے کہ مغفرت وبخشش پاچکے ہوگے اور تم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگیا۔ (نزہۃ المجالس، ص۲۷۶)

عید کا دن کس کے لئے ہے: اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس مسلمان بندہ سے راضی ہوگیا ہے اس خوش نصیب مسلمان کے لئے آج کا دن عید کا دن ہے اگر ہم نے اپنے ظاہر کو صاف کرلیا اور باطن گندہ ہے اگر ہم نے غسل کرکے جسم کو پاک کرلیا ہے اور قلب میں بغض وحسد، غیبت وتہمت، بھائی سے بھائی کی نفرت، ماں باپ کی نافرمانی کی نحوست، نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ ادا نہ کرنے کی معصیت، حرام روزی حاصل کرنا اور جھوٹ بولنے کی لعنت، تکبر وگھمنڈ جیسے شیطانی عادت موجود ہیں تو یقیناً ہماری روح بھی گندی ہے اور ہمارے دل بھی ناپاک ہیں۔ تو سوچو اور غور کرو کہ چمکدار کپڑے پہننے سے کیا حاصل ہوگا جب تک ہمارے دل چمکدار اور صاف شفاف نہ ہوجائیں۔

افسوس صد افسوس: آج کے مسلمانوں کی تمام توجہ جسم وکپڑے اور مکان پر ہے کہ آج عید کا دن ہے سب صاف اور ستھرے اور چمک، دمک والے ہونا چاہئے یعنی ہماری نظر صرف ظاہر پر ہے جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن یعنی روح وقلب کی پاکیزگی کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی کی قدر وقیمت ہے۔

کاش ہم مسلمان: اپنے باطن کی طرف نظر کرلیں یعنی روح وقلب کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنانے کی فکر کرلیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنز الایمان)

یعنی وہ مسلمان کامیاب ہے جس نے تزکیہ نفس کیا یعنی اپنے دل کو پاکیزہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نمازیں پڑھیں گویا رب تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو کامیابی کا راز سمجھایا جارہا ہے کہ وہی لوگ کامیاب ہیں جنہوں نے اپنے دل کو پاک وصاف کیا اور دل کی پاکی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

اے ایمان والو! نماز وہ مقبول عبادت ہے جس کے بغیر قلب کی پاکی حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ جس مسلمان کا قلب تمام معصیتوں اور گناہوں کے دھبوں سے پاک وصاف ہو گیا وہی دل زندہ وتندرست ہو کر سیدھا کہلاتا ہے اور جس کا دل سیدھا ہے۔ اس کے جسم کے تمام اعضاء سیدھے رہیں گے۔ جسم کا کوئی حصہ حرام وگناہ کی طرف نہیں بڑھ سکتا۔ اس لئے کہ دل سیدھا ہے اور اگر جسم کے اعضاء سے گناہ سرزد ہونے لگیں یعنی آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں گناہ وحرام کا ارتکاب کر رہے ہوں تو گویا دل ٹیڑھا ہو گیا ہے اس لئے دل کو سیدھا رکھنے کی احادیث طیبہ میں سخت تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ دل کے بگاڑ اور اس کے ٹیڑھے پن کے علاج کے لئے کثرت سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور اپنے رب تعالیٰ کے ذکر اور ہمارے پیارے نبی معراج کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعشق میں ڈوب کر پانچوں وقت کی نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے دل پاک وصاف اور زندہ ہو کر سیدھا اور درست ہو جائے گا۔ بہر حال ہماری گفتگو اور بیان کا مقصد یہ ہے کہ صرف ظاہری جسم کو بنا اور سنوار لینے اور آج عید کے دن چمکدار کپڑے پہن لینے سے اللہ تعالیٰ سے مسرت وشادمانی کی نعمت ودولت اور عید کی عیدی یعنی انعام واکرام نصیب نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتے رہیں اور رمضان شریف میں جو ہماری عبادت تھی کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ خوب تلاوت قرآن مجید کرتے تھے۔ کثرت سے کلمہ ودرود شریف اور رو رو کر دعاء مانگتے تھے یہ ہماری عادتیں باقی رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام سال کے تمام دنوں کو ہمارے لئے عید کا دن بنا دے گا۔

عید کے دن ایک یتیم بچہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز عید کے لئے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ راستے میں چند بچے کھیل رہے تھے۔ ان میں ایک بچہ غمزدہ اور پریشان راستے کے ایک طرف الگ، تھلگ کھڑا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور زار وقطار رو رہا تھا۔ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظر کرم اس یتیم بچے پر پڑی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس بچے کے پاس تشریف لے گئے اور شفقت وپیار سے اس کے سر پر دست رحمت رکھا اور پیار بھرے انداز میں اس سے پوچھا کہ اے بچے! تم کیوں رو رہے ہو؟ اور اس پریشان حال میں کیوں ہو؟ وہ بچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا اس لئے وہ کہنے لگا کہ میں ایک یتیم بچہ ہوں۔ میرے والد محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے

ساتھ ایک جنگ میں تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے اور میری والدہ نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اب میرا اس دنیا میں کوئی معین و مددگار نہیں ہے۔ اگر میرے والد ہوتے تو مجھے بھی نہلاتے اور نیا کپڑا پہنا کر میری انگلی پکڑ کر مجھے بھی عیدگاہ اپنے ساتھ لے جاتے۔ جب میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جن کے باپ زندہ ہیں وہ نئے کپڑے پہن کر خوشیاں منا رہے ہیں تو مجھے اپنے باپ کی یاد ستا رہی ہے اور مجھے یہ مصیبت پریشان کر رہی ہے اس لئے میں رو رہا ہوں۔

رحمت تمام مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت مچل پڑی اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس یتیم بچے کو اٹھایا اور اپنے گلے سے لگا لیا اور اسے اپنے گھر لے آئے اور اسے نہلایا اور بہترین لباس پہنایا اور خوشبو میں بسایا اور کھلا، پلا کر اس کو کندھے پر بیٹھا کر عیدگاہ کی جانب روانہ ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ اے بچے! کیا اب تم خوش ہو کہ نہیں اور کیا تم کو یہ پسند ہے کہ میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ صدیقہ تمہاری ماں؟ علی مرتضیٰ تمہارے چچا، امام حسن اور امام حسین تمہارے بھائی اور سیدہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) تمہاری بہن ہو جائیں تو اس بچے نے پہچان لیا کہ اس طرح کرم کی بارش کرنے والے کوئی اور نہیں بلکہ محبوب خدا، رحمت عالم، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ بچہ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ، یا رحمت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے اور جب دوسرے، بچوں نے اس یتیم بچے کو نئے لباس میں ملبوس، خوشبو سے معطر اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ دیکھا تو ان بچوں نے رشک کرتے ہوئے بصد حسرت کہا کہ کاش ہمارے باپ بھی شہید ہو گئے ہوتے تو ہمیں بھی یہ سعادت ونعمت اور خوش نصیبی حاصل ہو جاتی جو اس یتیم بچے کو ملی۔ (زہۃ الواعظین)

پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیئے ہیں دُربے بہادیئے ہیں

حضرات! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن اپنی خوشی میں کسی غریب اور یتیم کو شریک کر لینا سنت ہے

اے ایمان والو! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (۱) جس دن کوئی گناہ سرزد نہ ہو وہ دن مومن کے لئے عید کا دن ہے (۲) جس دن ایمان کے ساتھ دنیا سے آخری سفر ہوگا وہ دن مومن کے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا۔ (تنبیہ ابوالیث)

حضرات! اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ہر دن گناہ سے بچنے کی توفیق دے اور ایمان پر ثابت قدم رکھتے ہوئے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

ہر مذہب والے عید مناتے ہیں: تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں ایسا ہوا ہے اور حال ہمارے سامنے ہے۔ ہر قوم اور تمام مذاہب کے ماننے والے سال میں کسی نہ کسی دن عید مناتے ہیں اور خوشیوں کا اہتمام کرتے ہیں مگر ان کی عید منانے کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ ہر قسم کے گناہ ان کی خوشی میں شامل ہوں، ناچنا، گانا، شراب نوشی، فحاشی، مرد و عورت کا باہم عریاں ہو جانا اور زنا جیسے فعل حرام کا ارتکاب ان کی عید و خوشی میں شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے پاک رب تعالیٰ نے پاک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ پاک مذہب اسلام عطا فرمایا۔ اسلام وہ مذہب مہذب ہے جس نے کسی بھی حال میں اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کے گناہ سے روکا ہے اور عید کا دن تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کرنے کا دن ہے۔ عید کا دن اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا دن ہے اللہ تعالیٰ سے نعمت و دولت پانے کا دن ہے اور جب کوئی بندہ عید کے دن کسی طرح کا کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو عید کے دن کے انعام و اکرام سے محروم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ط (پ ۱۳، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی اگر تم میرا شکر ادا کرو گے (اس پر جو نعمتیں میں نے تم کو دی ہیں) تو میں نعمتیں اور زیادہ فرما دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

یعنی میری نعمت کے ملنے پر اگر تم ناقدری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے جس سے بچنا تمہارے لئے ممکن نہیں۔

شاہ بطحا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ شریف کے لوگوں نے سال میں دو دن ایسے مقرر کر رکھے ہیں جن کو وہ کھیل، کود، لہو و لعب میں گزار دیتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا مذہب اسلام بے راہ روی اور گناہ والے کھیل کود کی اجازت نہیں دیتا، اسلام قلب میں روحانیت اور طبیعت میں شرافت و نیکی بیدار کرنے کی دعوت دیتا ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان جاہلیت کے تہواروں کے بدلے دو عیدیں مقرر کیں۔ ایک عید الفطر اور دوسری عید قرباں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ عید کے دن گناہوں سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور پھر آپ نے خود بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کیا اور حمد و ثنا بیان فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

عید کے دن کی تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ○ (ابن ماجہ، ص ۹۱، مشکوٰۃ شریف)

اے مسلمان جاگ جا: عید کے دن ہر مسلمان تکبیر کہے یعنی اپنے خالق و مالک رب تعالیٰ کی کبریائی و بزرگی بیان کرے اور اپنے رب تعالیٰ کے حضور رکوع کرے اور سجدہ یعنی نماز ادا کرے۔ ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے حبیب، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس تکبیر و نماز کے ذریعہ اپنے غلاموں یعنی مسلمانوں کو یہ بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہماری حقیقی عید اللہ تعالیٰ کے ذکر و بندگی سے ہوتی ہے گویا ہم مومنوں کی عید صحیح معنوں میں اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی برکت سے مومن بندہ کو دائمی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر غم و زحمت کو دور کرتا ہے اور جو شخص غم و پریشانی میں نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے ذکر اور نماز کی برکت سے غم کو خوشی میں اور پریشانی کو آسانی میں تبدیل فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ راضی ہے تو ہر دن عید کا دن ہے

سرچشمۂ ولایت کان خیر و برکت امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن جو کی بھوسی کی بنی ہوئی روٹی تناول فرما رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آج تو عید کا دن ہے اور آپ جو کی بھوسی کی روٹی کھا رہے ہیں؟ میرے آقا ابوالحسن والحسین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا کہ آج عید کا دن اس بندۂ مومن کے لئے ہے جس کا روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو گیا ہو اور اس شخص کے گناہ بخش دیئے گئے ہوں۔ آج کا دن بھی ہمارے لئے عید کا دن ہے اور ہر وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہے جس دن ہم کوئی کام گناہ کا نہ کریں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۷)

اے ایمان والو! میرے آقا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم غلاموں کو بتا دیا کہ جس دن کوئی گناہ کا کام نہ ہو بلکہ وہ کام ہو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے راضی اور خوش ہو جائے تو وہ دن بندۂ مومن کے لئے عید کا دن ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے عرض کیا۔ ابا جان! آپ کس لئے روتے ہیں؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے لباس میں

دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے جواب دیا دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے الٰہی کو نہ پاسکا یا جس نے ماں، باپ کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، بیٹے کو گلے لگایا اور اس کے لئے دعا کی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص۱۰۷)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ نئے اور چمک، دمک والے کپڑوں سے حقیقی عید نصیب نہیں ہوتی ہے بلکہ ماں باپ کی رضامندی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے بندۂ مومن کے لئے عید کے دن عید ہوتی ہے ورنہ وعید ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید

عید کے روز لوگ دربار عدالت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا دروازہ بند ہے اور آپ زار و قطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران و پریشان ہوکر عرض کیا یا خلیفۃ المسلمین! آج تو عید کا دن ہے۔ آج تو مسرت و شادمانی اور خوشی کا دن ہے۔ یہ عید کے دن رونا کیسا؟ آپ نے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا هٰذَا يَوْمُ الْعِيْدِ وَهٰذَا يَوْمُ الْوَعِيْدِ۔ اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے یعنی آج کا دن خوشی کا دن بھی ہے اور غم کا دن بھی ہے۔ آج جن لوگوں کے نماز روزہ مقبول ہوگئے ان لوگوں کے لئے آج کا دن عید کا دن ہے اور جن لوگوں کی نماز و روزہ رد کر کے ان کے منہ پر مار دیئے گئے ہیں ان لوگوں کے لئے تو آج کا دن وعید یعنی غم کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ۔

اَنَا لَا اَدْرِیْ اَمِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ اَمِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ ○

یعنی مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کر دیا گیا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین، ص۳۷۸)

اے ایمان والو! خوب غور کرو اور سوچو! کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو ہمارے آقا، قاسم جنت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری ہی میں جنت کی بشارت عطا فرما دی تھی جن کی مبارک جماعت کو عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفےٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

بلا شک وشبہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقبول خلیفہ اور مقبول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقبول امیر وامام تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول صحابی ان کی نماز و روزہ اور تمام اعمال بلا شک وشبہ مقبول تھے۔ مگر خشیت الٰہی خوف خداوندی کا آپ پر اس قدر غلبہ تھا کہ صرف یہ سوچ کر رو رہے تھے کہ نہ معلوم میری نمازیں اور روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں، عید کے دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گریہ وزاری صرف اور صرف خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کے غلبہ کی وجہ سے تھی ورنہ آپ مقبول اور آپ کی نمازیں اور روزے و جملہ اعمال مقبول تھے اور ایک ہم مسلمان ہیں کہ نہ نماز کی پابندی ہے اور نہ ہی روزوں کا ادب واحترام، تو مقبول ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ مگر عید کی تیاری پورے ماہ رمضان شریف کرتے ہیں اور چمک دمک والے کپڑے پہننے کو ہم نے عید سمجھ رکھا ہے۔

منزل عشق میں تسلیم ورضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

اللہ تعالیٰ کی رضا حقیقی عید ہے

بلند پایہ بزرگ بڑے نیک و پرہیزگار، مسلمانوں کے بادشاہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹیاں عید سے ایک دن قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں ابا جان! کل عید کا دن ہے ہم کون سے کپڑے پہنیں گے؟ آپ نے فرمایا یہی کپڑے جو تم نے پہن رکھے ہیں۔ انہیں دھو کر آج صاف کر لو اور کل عید کے دن پہن لینا۔ بیٹیاں مچل گئیں اور ضد کرتے ہوئے کہا۔ نہیں آپ ہمارے لئے نئے کپڑے بنوا دیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری بیٹیو! عید کا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ نئے کپڑے پہننا ضروری تو نہیں۔ بیٹیوں نے عرض کیا کہ آپ کی بات صحیح و درست ہے لیکن ہماری سہیلیاں اور دوسری لڑکیاں ہمیں طعنہ دیں گی کہ تم بادشاہ کی بیٹیاں اور امیر المومنین کی لڑکیاں ہو اور اس پرانے کپڑے سے عید منا رہی ہو۔ یہ کہتے ہوئے بیٹیوں کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔ بیٹیوں کی باتیں سن کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھی بھر آیا اور آنکھیں چھلک پڑیں۔ آپ نے خازن کو بلا کر فرمایا مجھے میری ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی دیدو۔

خازن بڑے نیک اور پرہیزگار تھے عرض کیا۔ حضور! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہیں

گے؟ امیر المومنین نے فرمایا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے تو نے بہت عمدہ اور صحیح بات کہی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹیوں سے فرمایا، میری پیاری بیٹیو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا وخوشی پر اپنی آرزو اور خوشی کو قربان کردو۔ کوئی شخص اس وقت تک جنت کا حقدار نہیں بن سکتا جب تک وہ شخص کچھ قربانی نہ دے۔

اے ایمان والو! جو واقعہ آپ حضرات نے سنا اس میں ہمارے لئے بے شمار ہدایتوں کے چراغ روشن ہیں۔ جس سے ہم کو عبرت ونصیحت بھی ملتی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین اور مسلمانوں کے بادشاہ تھے جو چاہتے خرچ کر سکتے تھے، مگر ایسا نہیں کیا اس لئے کہ ان کے دل میں خوف خدائے تعالیٰ تھا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے کہ ایک دن ہم کو بھی مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر ذرے ذرے کا اور ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہے۔ لیکن آج کے مسلمانوں کا حال اس کے برعکس ہے۔ مسجد کا معاملہ ہو یا مدرسے کا یا کوئی اور امانت ہو۔ امانت بہر حال امانت ہے۔ شریعت مطہرہ نے جہاں خرچ کرنے کی اجازت دی ہے صرف وہیں خرچ کئے جائیں گے ورنہ حرام وناجائز ہوگا۔ ایک دن مرنا ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر ذرے ذرے کا اور ہر امانت کا حساب دینا ہے۔ سوچ لو! اور آج ہی فیصلہ کرلو! ورنہ کل شرمندہ ہوگے اور پچھتاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور حلال روزی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پیروں کے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید

نیک وپارسا اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے، جن کو صحیح معنوں میں عید منانے کا حق حاصل تھا وہ کیا فرماتے ہیں۔ سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

ہمارے پیر، روشن ضمیر، عالم کے دستگیر ابو الشیخ ابو محمد سید عبد القادر جیلانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کتنی بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے کہ آپ کا قدم مبارک ہر ولی کے گردن پر ہے۔ کیا ہی خوب فرمایا نائب غوث اعظم، قطب عالم، مرشد اعظم، حضور مفتی اعظم ہند بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل وکرم غوث اعظم

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک رُباعی میں فرماتے ہیں۔

خلق گوید کہ فردا روز عید است
خوشی در روح ہر مومن پدید ست
دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرا در ملک خود آں روز عید است

یعنی اللہ کی مخلوق کہہ رہی ہے۔ کل عید ہے، کل عید ہے اور سب خوش ہیں لیکن میرا خاتمہ جس دن ایمان پر ہوگا وہی دن میرے لئے عید کا دن ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

اے ایمان والو! کتنے بڑے ولی اللہ کا واقعہ آپ حضرات نے سنا وہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہوگا جس دن ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

پتہ چلا کہ بے ایمان کے لئے عید ہے ہی نہیں۔ عید تو صرف مومن کے لئے ہے اور مومن وہ شخص ہے جو اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم ناز پر قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہو اور وقت آنے پر قربان بھی کر دیتا ہو۔

امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

شب عید کی فضیلت: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت تمام خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی راتوں میں (یعنی شب عید الفطر اور شب عید اضحیٰ میں طلب ثواب کے لئے رات بھر جاگ کر عبادت کرے) اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے۔

(ابن ماجہ، ص ۱۲۷، بہار شریعت، ج ۴، ص ۱۰۵، الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۱۵۲)

پانچ راتوں کی برکت: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص پانچ راتوں میں شب بیداری کرے یعنی رات بھر جاگ کر عبادت کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں راتیں اور چوتھی عید الفطر کی رات اور (پانچویں) شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأت۔ (بہار شریعت، ج ۴، ص ۱۰۵، الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۱۵۲)

اے ایمان والو! عیدین کی راتیں بڑی برکت ورحمت والی ہیں جو شخص عید کی رات میں شب بیداری کرے یعنی رات میں جاگ کر اپنے رب تعالیٰ کے لئے نماز پڑھے۔ کلمہ ودرود شریف کا ورد کرے دعاء اور دوسری عبادتوں میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت واجب کردیتا ہے۔

قبر میں نور ہی نور: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت دو۔ (کنز العمال، ج ۸، ص ۲۵۰)

(یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد) عید کے دن کثرت سے پڑھنا چاہئے۔

اور شاہ مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا اور مسلمانوں کی روحوں کو (یعنی مرحومین کی روحوں کو) ہدیہ یعنی ایصال ثواب کیا تو ہر ایک مسلمان کی قبر میں ایک ہزار نور داخل ہوتے ہیں اور جب وہ شخص مرے گا جس نے یہ کلمہ پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار نور داخل فرمائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

اے ایمان والو! جو مومن بندہ کسی مومن میت کے لئے کچھ ذکر خیر کر کے ایصال ثواب کرتا ہے تو میت کو نور وثواب ملتا ہے اور ایصال ثواب کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نور وثواب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم کو مومنین مرحومین کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرنا چاہئے تاکہ مرنے کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو۔

نماز عید الفطر سے پہلے کھجور کھانا سنت ہے: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ کو نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی شریف، ابواب العیدین، ج ۱، ص ۱۲۰) اور بخاری شریف کی روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرمالیتے اور وہ کھجوریں طاق ہوتیں (یعنی ۳۔۵۔۷ یا اس سے زیادہ طاق کھجوریں) (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۳۰، ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۰، ابن ماجہ)

عید کی نماز کے بعد راستہ بدل کر آنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا، نبی رحمت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔

(ابن ماجہ، ص ۹۲، ترمذی، ابواب العیدین، ج ۱، ص ۱۲۰، داری، ج ۱، ص ۳۶۰)

اے ایمان والو! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے چند کھجوریں کھانا سنت اگر وہ کھجوریں طاق ہوں تو بہتر ہے اور اگر کھجوریں نہ ملیں تو میٹھی چیز بھی کھا سکتے ہیں اور عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا سنت ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے جانا اور عید کی نماز پڑھ کر دوسرے راستے سے آنا سنت ہے۔

روز عید کی سنتیں: روز عید یہ سارے کام مستحب یعنی نیک وثواب ہیں۔ ۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن تراشوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا ہوا صاف کپڑا پہننا (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) فجر کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عیدگاہ جلد چلا جانا (۱۰) نماز سے پہلے (یعنی نماز عید سے پہلے) صدقۂ فطر ادا کرنا (۱۱) عیدگاہ پیدل جانا (۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۳) نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا مگر کھجوریں طاق ہوں۔ اگر کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا (۱۴) خوشی ظاہر کرنا (۱۵) کثرت سے صدقہ دینا (۱۶) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نگاہ کرکے جانا (۱۷) آپس میں مبارکباد دینا مستحب ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۹۳، ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۹، بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۰۶)

مسئلہ: سواری پر عید کی نماز کے لئے جانے میں حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لئے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۴۹)

مصافحہ کرنا اور گلے ملنا سنت ہے: حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے گلے ملے یعنی معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۰۲)

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگا لیا یعنی معانقہ فرمایا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوئے تو ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا (یعنی ہم نے آپ سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو چوما) (ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۷۰۹)

اے ایمان والو! مصافحہ اور معانقہ کرنا یعنی گلے لگانا سنت ہے اور بزرگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو چومنا

بھی صحیح و درست ہے جیسا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور پائے مبارک کو بھی چوم لیتے تھے۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ حضرت وازع بن زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز عید کے بعد مسلمانوں سے مصافحہ اور معانقہ کریں اور بزرگوں کے ہاتھوں کا بوسہ دیں کہ یہ سب امور کار ثواب اور برکت و رحمت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے خوشیاں بڑھتی ہیں اور عید کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۷۰۹)

صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۰۴، بہار شریعت، ح ۵، ص ۶۷، در مختار)

بیان صدقۂ فطر: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا بندے کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ (بہار شریعت، ح ۵، ص ۶۷، بحوالہ کنز العمال، ج ۴، ص ۳۶۶)

صدقۂ فطر واجب ہے: حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جا کر مکہ شریف کے کوچوں یعنی گلیوں میں اعلان کردے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ (ترمذی شریف، ج ۱، ص ۱۳۶)

صدقۂ فطر روزوں کی پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے زکوٰۃ و صدقۂ فطر مقرر فرمائی تاکہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزوں کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش (یعنی کھانا) ہو جائے۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ، ص ۱۳۶)

صدقۂ فطر کب ادا کرے: صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کردے اگر رمضان شریف سے پہلے یا رمضان شریف میں کسی دن بھی ادا کردے تو جائز ہے صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا (اور اگر عید کا دن گزر گیا اور صدقۂ فطر ادا نہ کیا تھا تو صدقۂ فطر اب بھی اس پر واجب ہے عمر میں جب بھی ادا کرے گا تو ادا ہو جائے گا مگر ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ بہتر و افضل یہی ہے کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے ادا کردے۔ (در مختار، ج ۲، ص ۳۶۷، بہار شریعت، ح ۵، ص ۶۷)

اے ایمان والو! آج عید کا دن ہے۔ نماز عید کے لئے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم مسلمانوں کو اپنے گھر میں بلایا، اپنا ذکر اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی باتیں سننے اور سنانے کا موقع عطا فرمایا۔ رکوع اور سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ آج کی اس مبارک ساعت میں ہم اپنے کریم ورحیم رب تعالیٰ کے حضور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعاء مانگیں کہ اللہ تعالیٰ نماز عید کے طفیل ہم کو ہر دن پانچوں وقت کی نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی ہم سب نماز عید کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ ومعانقہ یعنی گلے ملیں گے۔

کہ یہ سب امور سنت ہیں ہم کو ضرور سنت پر عمل کرنے کا ثواب نصیب ہوگا۔ حدیث پاک ہے کہ دو مسلمان آپس میں جب مصافحہ کرتے ہیں یا معانقہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ج۲، ص۷۰۸)

ہمارے تو کام بن گئے۔ سنت پر عمل کا صلہ ملا کہ ہم خطا کاروں کی گناہ ومعصیت سے مغفرت وبخشش ہوگئی۔

ایک گنہگار کو اور کیا چاہئے

حشر میں دامن مصطفےٰ چاہئے

حضرات! آج کے دن کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دو کہ صدقہ گناہوں اور خطاؤں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور صدقہ کے ذریعہ نیکیاں قبول ہو جاتی ہیں۔ خوب خوشی کا اظہار کرو اللہ تعالیٰ حقیقی خوشی عطا فرمادے گا۔ غریبوں اور یتیموں کو بھی اپنی خوشی میں شریک کرلو اس لئے کہ غریبوں اور یتیموں سے محبت کرنا سنت ہے۔ یتیموں کی دعا لو کہ یتیم کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے دعاء مانگو کہ آج عید کے دن ہر سائل کا سوال پورا کیا جائے گا اور مانگنے والوں کی ہر دعا مستجاب ہوگی۔

یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! تیرے محبوب رسول اور ہمارے غمخوار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز اور پیارے رضا و ہمارے پیر ومرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ہم کو ہمارے ماں باپ کو اور اس مجمع میں جتنے حضرات ہمارا بیان سن رہے ہیں ان سب کو۔ بلکہ پورے عالم اسلام کو وہ انعام واکرام عطا فرمادے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور عید کی عیدی سے نواز دے اور مغفرت وبخشش پانے والوں میں ہم سب کا نام لکھ دے۔ اپنا امان عطا فرما۔ اپنی حفاظتوں کے سائے میں رکھ ہر پل اور ہر لمحہ میرے غوث وخواجہ ورضا ومرشد کا سایہ عطا فرما اور وہ کام لے لے جس سے تو اور تیرا حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم راضی ہو جائے۔ ہم کو اور جتنے حاضرین ہیں ان سب کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرما اور بار بار نصیب فرما۔

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اور مدینہ شریف کے طفیل طواف کعبہ اور حج کعبہ نصیب فرما۔ کربلا شریف، بغداد شریف اور بار بار ہر مہینہ، اجمیر شریف کی حاضری نصیب فرما اور جن لوگوں نے مجھ گنہگار سے دعا کے لئے کہا ہے مولیٰ تعالیٰ تو سب کو جانتا ہے اور سب کے احوال کو بھی جانتا ہے ان سب کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما اور یارحمٰن یارحیم آخری دعا یہ ہے کہ ہم سب کو ایمان پر، غلامی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر زندہ رکھ اور اسی پر خاتمہ بالخیر نصیب فرما۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

پہلا جمعہ..پہلا بیان

حضرت سیدی خواجہ عثمان ہارونی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

آپ کا وطن: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وطن شریف خراسان میں قصبہ ہارون ہے۔

(مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

حضرات! خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے قصبہ کو بعض حضرات ہروں اور بعض ہارون کہتے ہیں۔ مرآۃ الاسرار میں ہارون لکھا ہے۔ اور خیر المجالس کے مطابق ہروں ہے۔

آپ کا سال ولادت: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سال ولادت میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک سال ولادت ۵۳۶ھ مطابق ۱۱۴۱ء ہے

آپ کا خاندان: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔

(سلطان الہند غریب نواز، ص ۴۷)

آپ کی تعلیم: ۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم حفظ کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے نیشاپور کے علماء کی خدمت میں رہ کر حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر مروجہ علوم وفنون میں کامل دسترس حاصل کرکے زبردست محدث وفقیہ اور عالم وفاضل ہوئے۔ (ملخصاً مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

بیعت وخلافت: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں رہ کر راہ سلوک ومعرفت کی تربیت حاصل کی اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ (سیر الاولیاء، ص ۵۴)

خواجہ عثمان ہارونی کی عبادت وریاضت

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر سال تک سخت ریاضت ومجاہدہ میں بسر کیا اور اس مدت میں پیٹ بھر کر نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا اور قرآن مجید کے حافظ تھے۔ روزانہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔

(اہلسنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص ۲۰۲)

خواجہ عثمان ہارونی مستجاب الدعوات تھے

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعواۃ تھے یعنی آپ جو دعاء مانگتے تھے اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرمالیتا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعاء مانگی کہ میری قبر مکہ معظمہ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبول بخشا اور قبر شریف مکہ مکرمہ میں ہے۔

دوسری دعاء آپ نے یہ مانگی کہ میرے فرزند معین الدین نے مدت دراز تک جو میری خدمت کی ہے اس کے صلہ میں اس کو وہ ولایت وبزرگی عطا ہو جو کسی اور کو عطا نہ ہوئی ہو۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۶۱)

خواجہ عثمان ہارونی کتنے بڑے بزرگ تھے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور کمالات وبزرگی کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خواجہ بزرگ، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شاہباز آپ کے مرید ہیں۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

خواجہ عثمان ہارونی کی مقبولیت کا عالم

سید السادات حضرت سید میر عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت ومقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نماز ادا فرما لیتے تو غیب سے آواز آتی کہ ہم نے تمہاری نماز قبول کی ، مانگو کیا مانگتے ہو۔ خواجہ عثمان ہارونی عرض کرتے کہ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں ۔آواز آتی کہ اے عثمان! میں نے جمال لازوال تجھ کو بخشا ، کچھ اور مانگو کیا مانگتے ہو؟

عرض کرتے ہیں الٰہی! تیرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کو بخش دے۔ آواز آتی کہ میں نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے تیس ہزار گنہگاروں کو تمہاری وجہ سے بخش دیا۔ آپ کو پانچوں وقت یہ بشارت ملتی۔ (سبع سنابل شریف، ص ۳۳۵)

حضرات! جب بندہ، محبوب ومقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کا اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جایا کرتا ہے اور اس منزل میں بندہ جو بھی عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

خواجہ عثمان ہارونی کی کرامات

(۱) آنکھیں بند کرواکے دریا پار کرادیا: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر وبیشتر بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے دریا دجلہ کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کو پار کرنے کے لئے کشتی نہ تھی ۔میرے پیر ومرشد نے فرمایا آنکھیں بند کرلو! میں نے آنکھیں بند کرلی ،تھوڑی دیر کے بعد فرمایا آنکھیں کھول دو! جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ہم دونوں دریا کے پار دوسرے ساحل پر کھڑے تھے۔ (سیر الاولیاء، ص:۵۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اسی لئے حکم عطا فرمایا ہے کہ

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ O (پ۱۱، رکوع۴) یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!

حضرات! پیر ومرشد کی صحبت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ مرشد نے آنکھ بند کرواکے دریا پار کرادیا اور مرید کو پتہ تک نہ چلا۔ یہ ہے اللہ والوں کی غلامی اور مریدی کا نتیجہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروز قیامت ہم سنی مسلمان اپنے مرشدان کرام کے دامن کے سائے میں پل صراط پار کر جائیں گے اور احساس تک نہ ہونے پائے گا کہ ہم پل صراط پار کر کے جنت میں داخل ہو چکے ہیں۔

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو

جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

(۲) چالیس سال کا گم شدہ بچہ گھر آگیا

ہند کے مرشدِ اعظم سرکار خواجہ اعظم حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک بوڑھا شخص سخت پریشانی اور حیرانی کے عالم میں میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چالیس سال سے میرا لڑکا گم ہے۔ اس کی زندگی و موت کی مجھے خبر نہیں کہ میرا لڑکا زندہ ہے یا مرگیا۔ آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ دعا کریں کہ میرا بیٹا مجھے مل جائے۔ آپ نے سر جھکا لیا اور مراقبہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ دعا مانگو کہ اس کا بیٹا اسے مل جائے۔ جب دعا کر چکے تو آپ نے اس بوڑھے شخص سے فرمایا کہ تم گھر جاؤ، تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہوگا۔

جب وہ بوڑھا شخص گھر پہنچا تو کسی نے مبارک باد دی کہ تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہے۔ جب باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی تو دونوں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو خواجہ نے اس سے فرمایا، تم اتنے سالوں تک کہاں رہے تو اس نے بتایا کہ مجھے جناتوں نے پکڑ لیا اور سمندر کے ایک جزیرہ پر زنجیروں کی بیڑیاں پہنا کر قید کر رکھا تھا۔ میں سمندر کے اس جزیرہ پر تھا کہ آپ کی شکل کے ایک بزرگ آئے۔ انہوں نے زنجیروں پر نگاہ ڈالی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑیں اور ان بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ آنکھیں بند کرو! اور جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ (سیر الاولیاء، ص:۵۴، مرأۃ الاسرار، ص:۵۵۸)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک و صالح بندوں کو کیسی کیسی کرامتوں سے نوازا ہے۔ اللہ والوں کی نگاہ والتفات سے قید و بند کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آتی ہیں۔ اس لئے ہماری فکر یہ ہونی چاہئے کہ اللہ والوں کی غلامی سلامت رہے پھر ہم کو مشکل و مصیبت اور تکلیف و سختی سے بچانا اور نجات دلانا، اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی قوت و طاقت سے اللہ والوں کا کام ہے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(ڈاکٹر اقبال)

(۳) خواجہ عثمانِ ہارونی مجوسی لڑکے کے ساتھ آگ میں

حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایسی جگہ سے ہوا جہاں آتش پرست آباد تھے ان کا ایک بہت ہی بڑا آتش کدہ تھا جس پر انہوں نے گنبد بنایا تھا جس میں شب و روز آگ جلتی رہتی۔ روزانہ بیس گاڑی لکڑی جلائی جاتی تھی اور ہر وقت آتش پرستوں، مجوسیوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ حضرت خواجہ نے وہاں سے دور ایک درخت کے نیچے ندی کے کنارے قیام فرمایا۔ آپ نے اپنے خادم فخر الدین کو حکم دیا کہ افطار کا وقت قریب ہے روٹی تیار کرو! خادم آگ لینے کے لئے گئے تو آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا۔ خادم نے جا کر ماجرا بیان کیا۔ تو خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود آتش کدہ کے پاس تشریف لے گئے جہاں آتش پرستوں کا سردار اپنے سات سالہ بچہ کو گود میں لئے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے ارد گرد تمام مجوسی بیٹھے آگ کی پوجا کر رہے تھے۔

حضرت خواجہ نے مجوسیوں کے سردار سے فرمایا: جو آگ تھوڑے سے پانی سے ختم ہو جاتی ہے اسے پوجنے کا کیا فائدہ؟ اس خالق و مالک کی عبادت و پوجا کیوں نہیں کرتے جس نے آگ وغیرہ سب کو پیدا کیا ہے۔ آگ کی پوجا کرتے ہو؟ جو ایک مخلوق ہے۔ مجوسیوں کے سردار نے جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں آگ کا بڑا درجہ ہے۔ آگ ہمارا معبود ہے اس لئے ہم اس کی پوجا کرتے ہیں تاکہ مرنے کے بعد ہمیں نہ جلائے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: برسوں ہو گئے ہیں تم لوگ اس آگ کی پوجا کرتے ہو، آؤ اس کے اندر ہاتھ ڈالکر دیکھو کہ یہ آگ تمہیں جلاتی ہے یا چھوڑ دیتی ہے۔ مجوسیوں کے سردار نے جواب دیا کہ جلانا آگ کا کام ہے، کسی کی کیا مجال جو اس کے قریب جا سکے۔ حضرت خواجہ نے مجوسیوں کے سردار کی گود سے اس کا سات سالہ بچہ لیا اور آگ کی طرف بڑھے اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ○ پڑھ کر دہکتے ہوئے آتش کدہ میں چلے گئے۔

مجوسیوں۔ آتش پرستوں میں شور و غل مچ گیا، کچھ دیر حضرت خواجہ نگاہوں سے غائب رہے پھر آپ اس آگ سے اس حال میں نکلے کہ آپ کے اور اس مجوسی بچے کے کپڑوں پر آگ تو کیا اس کے دھوئیں کا اثر بھی نہ تھا۔ اس دوران ہزاروں آتش پرست جمع ہو گئے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر سب حیران و ششدر رہ گئے، انہوں بچے سے پوچھا تو نے آگ کے اندر کیا دیکھا بچے نے جواب دیا کہ وہاں گل و گلزار کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ حضرت خواجہ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام آتش پرست مجوسیوں نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دئے اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت خواجہ نے آتش پرستوں کے سردار کا نام عبداللہ اور اس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ نے دونوں کی تربیت فرمائی، حتیٰ کہ دونوں ولایت کے منصب پر فائز ہوئے اور اس آتش کدہ کی جگہ مسجد تعمیر کی گئی۔ حضرت خواجہ نے اس جگہ ڈھائی سال تک قیام فرمایا۔ (مونس الارواح، ص ۷، وخزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۵۳، مرأۃ الاسرار، ص ۵۵۹، مسکن الارواح، ص ۲۷)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ جو اللہ کا ولی ہوتا ہے آگ اس کو نہیں جلا سکتی۔

حضرات! آگ کا کام ہے جلانا تو آگ نے جلایا کیوں نہیں؟ تو ہمارا مخالف کہے گا کہ خواجہ صاحب نماز پڑھتے تھے اور عبادت کثرت سے کیا کرتے تھے تو یہ نماز کی برکت تھی، عبادتوں کا صلہ تھا، جس کی وجہ سے آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا اور ان کو جلایا بھی نہیں۔

خواجہ صاحب نمازی اور عبادت گزار تھے اس لئے آگ میں جلنے سے محفوظ رہے۔ تو بد عقیدہ شخص سے سوال کیا جائے کہ آتش پرستوں کے سردار کا وہ سات سالہ لڑکا جس کو خواجہ صاحب اپنے گود میں لیکر آگ میں تشریف لے گئے، وہ تو کافر و مشرک کا لڑکا تھا، وہ لڑکا نمازی اور عبادت گزار نہ تھا تو آگ نے اس پر اثر کیوں نہیں کیا، وہ لڑکا آگ میں جلنے سے محفوظ کیوں رہا؟

حضرات! اولیاء کرام کے مخالف قیامت تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔

حضرات! ہم غلامان اولیاء خواجہ صاحب سے عرض کریں کہ حضور آپ جلتی اور بھڑکتی شعلہ بار آگ میں کیوں تشریف لے گئے؟ تو خواجہ صاحب کی بارگاہ سے یہ جواب ملے گا کہ ہم شعلہ بار آگ میں اس لئے گئے کہ آتش پرستوں، آگ کے پجاریوں کے روبرو اسلام کی حقانیت و سچائی کی قوت و طاقت کو اجاگر کیا جائے اور آگ کے سامنے جھکنے والوں کو خدائے واحد کی بارگاہ میں جھکایا جائے، آگ کے پجاریوں کو اللہ واحد کا پجاری بنایا جائے، کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو اسلام کے اجالوں میں لاکر مسلمان کیا جائے تو پھر ہم غلامان اولیاء حضرت خواجہ صاحب کی بارگاہ میں معروضہ پیش کریں گے کہ اے خواجہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی کرامت و بزرگی کو ظاہر کرکے آتش پرستوں، مجوسیوں اور کافروں مشرکوں کے سامنے اسلام کی حقانیت و سچائی کی قوت و طاقت کو اجاگر کرکے ان کو مسلمان بنانا تھا تو آپ تنہا آگ کے شعلوں میں چلے جاتے، آپ کا مقصد پورا ہو جاتا مگر آپ آتش پرستوں کے سردار کے لڑکے کو اپنی گود میں لیکر آگ میں کیوں گئے تو یقیناً خواجہ صاحب کی بارگاہ سے یہ جواب ملتا نظر آئے گا کہ اگر ہم تنہا بھی آگ میں چلے جاتے تو کافر و مشرک آتش پرست ہماری یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو جاتے مگر ہمیں تو مخالف کو جواب بھی دینا تھا کہ اللہ کے ولی ہر تکلیف اور بلا سے محفوظ ہیں اور جو

شخص اللہ کے ولی سے قریب ہے وہ بھی آگ میں جلنے اور مرنے اور ہر قسم کی مصیبت و بلا سے محفوظ ہو جایا کرتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے قریب رہنے والے بروز قیامت بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ و مامون رہیں گے۔

(۴) ستر جاہلوں نے توبہ کی: ستر جاہلوں کی ایک مجلس آدھی رات خرافات میں مبتلا تھی، انہیں لوگوں کے درمیان حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کا ذکر ہونے لگا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب اس وقت خواجہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کا امتحان لیں گے اور اگر ہم لوگ کرامت دیکھ لیں گے تو سب مرید ہو جائیں گے۔ ان جاہلوں میں سے ہر ایک نے اپنے دماغ میں الگ الگ کھانے کا خیال کیا جو آدھی رات کے بعد ملنا بظاہر مشکل کام تھا۔ پھر وہ سب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ نے ان جاہلوں کو دیکھ کر فرمایا وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ ان سب جاہلوں کو اپنے سامنے بٹھایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، فوراً ہی ایک کھانے کا طبق غیب سے ظاہر ہوا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے۔ حضرت خواجہ نے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق جدا جدا کھانے تقسیم فرمائے، جب ان جاہلوں نے حضرت خواجہ کی کرامت دیکھی تو خلوص دل کے ساتھ توبہ کی اور آپ کے مرید ہو گئے اور وہ لوگ کمالات ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۲۵۶)

حضرات! اس واقعہ سے پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ والوں کا امتحان لینے والے اور ان کو آزمانے والے فاسق و فجار اور جاہل و گنوار ہی ہوتے ہیں۔ نیک و صالح اور تھوڑا بھی علم رکھنے والے یہ کام نہیں کرتے۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جاہل و آوارہ شخص ہی کیوں نہ ہو، جس نیت سے اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ولی کی دعا سے اس کی نیت کے مطابق اس شخص کو وہ چیز مل جایا کرتی ہے اس لئے ہم کو چاہئے کہ اچھی نیت کے ساتھ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اچھا صلہ و بدلہ عطا فرمائے۔

اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کتنا بڑا جاہل اور فاسق شخص کیوں نہ ہو اگر اللہ کے ولی کے پاس چلا جاتا ہے تو اللہ کے ولی کی نگاہ کرم سے گناہ و خطا کے راہ سے بیزار و متنفر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کر کے نیک و صالح ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے کہ اللہ والوں کی خدمت میں اور ان کے مزاروں پر خود حاضری دیں اور اپنے گھر والوں کو بھی حاضری دلائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم جوان بزرگ پر برس رہا ہے اس کے کچھ قطرے اور چھینٹے ہم کو بھی نصیب ہو جائیں اور ہمارے دلوں سے فسق و فجور اور گناہوں کا دھبہ دھل جائے اور ہمارے قلوب میں نیک و صالح بننے کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے دوستوں، اولیاء کرام کا مقرب ومحبوب ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جس کو اپنا مقرب ومحبوب بندہ بنانا چاہتا ہے۔

ہمارے مرشد اعظم، قطب عالم سرکار مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو!

بے وسیلہ نجدیو! ہر گز خدا ملتا نہیں

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا وصال

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی تھی کہ آپ کا مدفن مکہ معظمہ میں ہو۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حیات کے آخری دنوں میں مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے اور بقیہ عمر مکہ شریف میں بسر فرمائی اور وہیں پانچ شوال ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۲۰ء کو وصال فرمایا اور مکہ معظمہ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ میں یا اس کے قریب مدفون ہوئے۔ (سلطان الہند غریب نواز، ص: ۷۷)

اور مرآۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ شوال ۶۰۷ھ کو وصال فرمایا اور مکہ معظمہ میں مدفون ہوئے۔ (مرآۃ الاسرار، ص: ۵۶۳)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں بیس سال تک رہے۔ پیر ومرشد کے ارشادات وفرمودات آپ لکھ لیا کرتے تھے۔ انہیں فرمودات وملفوظات کے مجموعہ کا نام کتاب انیس الارواح ہے۔

ایمان کی حقیقت

(۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس پرہیزگاری ہے اور اس کا سرہانہ فقر ہے اور اس کی دوا علم ہے اور اس بات کی شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان ہے یعنی مومن وہ شخص ہے جو کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے اور ایمان سوائے نیکوکار آدمی کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ (انیس الارواح، ص: ۳۶۵)

نماز کی اہمیت

(۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص نماز ادا نہیں کرتا اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (انیس الارواح، ص:۵)

گناہوں کا وبال

(۳) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن اس وقت ہوتا ہے جب بندوں کے گناہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۷)

عورت کے نزدیک شوہر کا مقام

(۴) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کی فرماں برداری کرتی ہے وہ عورت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگی اور جس عورت کو شوہر بلائے اور وہ نہ آئے تو اس کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۱۰)

اللہ کے بن جاؤ

(۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے درویش! یاد رکھ! کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے تو ساری چیزیں اس کی بن جاتی ہیں۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ تمام چیزوں سے دل ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف دل کو لگائے تاکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے وہ سب اس کی ہو جائے۔ (انیس الارواح، ص:۱۳)

صدقہ کی برکت

(۶) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ سب سے اچھا عمل صدقہ دینا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ستر سال تک اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا ہے اور بہت سی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن بارگاہ الٰہی کا دروازہ نہیں کھلا۔ جونہی میں نے اپنی طرف

خیال کیا اور جو مال میری ملکیت میں تھا، سب راہ، خدا میں صرف کیا تو اللہ تعالیٰ (مہربان ہو گیا) اور میرا بن گیا اور جو اللہ تعالیٰ کی ملکیت تھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے سب میری ملکیت ہو گئی۔

پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثار اولیاء میں لکھا ہے کہ ایک درہم صدقہ دینا ایک سال کی ایسی عبادت سے بہتر ہے، جس میں دن کو روزہ رکھا جائے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کی جائے۔ (انیس الارواح، ص ۱۴)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وسلم قرآن شریف پڑھنا بہتر ہے۔ یا صدقہ دینا۔ تو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینا زیادہ افضل ہے۔ کیوں کہ صدقہ دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔

پھر یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک یہودی راستے میں کھڑا ہو کر ایک کتے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا رہا تھا (حاصل واقعہ یہ ہے کہ) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی شخص سے فرمایا تو جو یہ کام کر رہا ہے قبول نہیں۔ اس یہودی نے کہا کہ اگر میرا یہ عمل قبول نہیں ہے، مگر میں یہ عمل جس کے لئے کر رہا ہوں وہ خدا دیکھ رہا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

الغرض! ایک زمانہ کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں پہنچے تو پرنالے کے نیچے سے آواز آئی کہ رَبِّیْ! یعنی اے میرے رب! پھر غیب سے آواز آئی کہ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ! یعنی اے میرے بندے! خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران ہوئے کہ چل کر دیکھوں تو سہی کہ وہ کیسا نیک بخت بندہ ہے۔ جب آپ وہاں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سجدے میں سر رکھ کر رَبِّیْ! اے میرے رب! پکارتا ہے۔ آپ وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے رہے اتنے میں اس شخص نے سر اٹھایا اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا میں وہی شخص ہوں جسے تم کہتے تھے کہ میری نیکی قبول نہیں۔ دیکھا کہ میری چیز کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھے اپنے گھر میں بلا لیا۔

پھر فرمایا کہ صدقہ بہشت کی سیدھی راہ ہے اور جو شخص صدقہ دیتا ہے وہ خدا کی رحمت سے دور نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں دیکھا کہ صبح سے شام تک خلق خدا آتی اور سب کے سب کھا کر جاتے اگر کسی وقت کوئی چیز مہیا نہیں ہوتی تو خادم کو ہمارے پیارے پیر و مرشد فرماتے کہ پانی ہی پلا دو تا کہ کوئی شخص خالی نہ جائے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! زمین نخی آدمی پر فخر کرتی ہے اور رات و دن نیکیاں اس کے اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں۔ (انیس الارواح، ص: ۱۵، ۱۶)

نفس سے جہاد

(۷) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ زیادہ کھانا کھا لیا تھا جس کی وجہ سے (نفل) نماز نہ پڑھ سکا، جب رات ختم ہوئی اور دن نکل آیا تو میں نے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ سال بھر تک میں اپنے نفس کو پانی نہیں دوں گا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید روٹی اور مرغی کا انڈا کھانے کی خواہش پیدا ہوئی کہ آج مل جائے تو اس سے روزہ افطار کروں۔ عصر کی نماز کے وقت وضو کرنے کے لئے باہر نکلے تو ایک لڑکے نے آکر آپ کو پکڑ لیا اور چلا چلا کر کہنے لگا کہ یہ چور ہے۔ ایک دن میرا سامان چرا لے گیا تھا۔ اور آج پھر چوری کرنے آگیا ہے۔

لڑکے کی چیخ پکار اور شور و غوغا سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ لڑکا اور اس کا باپ کے مارنے لگے۔ حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ کے کھا چکے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو پہچان لیا اور کہا اے لوگوں یہ چور نہیں ہے یہ تو (اللہ کے ولی) حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ لوگ معافی کے خواستگار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جب وہ آدمی حضرت خواجہ ابوتراب کو اپنے گھر لے گیا اور شام کے کھانے کے لئے مرغی کے انڈے اور سفید روٹی جس کی آپ نے خواہش کی تھی اتفاقیہ طور پر اس کے گھر میں موجود تھی آپ کے سامنے پیش کئے۔ جب حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ان کھانوں کو اٹھا لو! میں نہیں کھاؤں گا۔ اس نے سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج میں نے صرف اس کی خواہش کی تھی تو بغیر کھائے میں نے چھ کے کھائے ہیں اور اگر میں اس کو کھا لوں گا تو نہ جانے کتنی بلا و مصیبت نازل ہو۔

حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کھائے اٹھے اور چلے گئے۔ (انیس الارواح، ص: ۱۷)

مومن کو گالی دینا

(۸) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے وہ گویا اپنی ماں اور بیٹی

کے ساتھ زنا کرتا ہے اور وہ شخص ایسا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لڑائی میں فرعون کی مدد کرتا ہے اور جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (انیس الارواح، ص:۲۰)

پانی پلانا اور کھانا کھلانا

(۹) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت کوئی آدمی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اسی وقت اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں گویا وہ شخص ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور بغیر حساب کے جنت میں جائے گا اور اگر اسی دن فوت ہو جائے تو شہید کا درجہ پائے گا۔

اور پھر فرمایا کہ جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور بہشت میں اس کے لئے ایک محل بناتا ہے۔ (انیس الارواح، ص:۲۵)

لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں

(۱۰) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں۔ پس جو شخص ان کو خوش رکھتا ہے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں۔

اور جو شخص لڑکیوں کے پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرے تو یہ خوشی کرنا ستر مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کرنے سے افضل ہے اور جو ماں باپ اپنی لڑکیوں پر رحم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور انبیاء کرام و اولیائے کرام لڑکیوں سے بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ پیار کرتے تھے۔ (انیس الارواح، ص:۲۵)

سلام کرنا

(۱۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ جب مجلس میں جائے تو سلام کرے اور جب مجلس سے اٹھے تو سلام کرے۔ کیوں کہ سلام کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور فرشتے اس شخص کے لئے بخشش کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اور سلام کرنے سے ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور ہزار حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور سو حج اور سو عمرہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھتے جاتے ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۲۷)

علماء کا بیان

(۱۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ آخری زمانہ میں عالموں کو مارا جائے گا اور ان کو برا بھلا کہا جائے گا۔ (انیس الارواح، ص:۳۹)

اور فرمایا کہ آخری زمانے میں امیر لوگ طاقتور ہو جائیں گے اور عالم حضرات عاجز و کمزور۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی برکت اٹھا لے گا اور شہر ویران و برباد ہو جائیں گے اور دین میں فساد واقع ہو جائے گا، پس تمہیں یاد رہے کہ وہ لوگ (یعنی امیر لوگ) اہلِ دوزخ ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (انیس الارواح، ص:۴۳)

توبہ کے بارے میں

(۱۳) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مرنے سے پہلے توبہ کر لو! پھر بعد میں افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) جب تیرے بیٹے توبہ کریں گے تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔

توبہ دو قسم کی ہے: ایک سچی توبہ کہ انسان توبہ کرنے کے بعد گناہ کے نزدیک نہ جائے۔ اور دوسری توبہ یہ ہے کہ دن رات توبہ کرے اور پھر بھی گناہ نہ چھوڑے تو ایسی توبہ اچھی نہیں۔ (انیس الارواح، ص:۴۳)

ارشادِ عالی: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیارے اور سچے مرید یعنی ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول، سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے معین الدین! میں نے تیری کمالیت کے لئے ان باتوں کی ترغیب دی ہے، پس چاہئے کہ جو کچھ میں نے کہا تم دل و جان سے اس کو بجالاؤ تاکہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ لائق مرید وہ ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے تو اس پر عمل کرے تاکہ شرمندہ نہ ہو۔

(انیس الارواح، ص:۴۵)

بہ گرداب بلا افتادہ کشتی ضعیفان شکستہ را تو پشتی
بحق خواجہ عثمان ہارون مدد کن یا معین الدین چشتی

دُعا: یااللہ! یارحمٰن! یارحیم! اپنے حبیب ہم بیماروں کے طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر ومرشد سید العابدین بدر العارفین شیخ الاعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ پر ہم کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما اور ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے خواجہ جیسا ہم کو بھی اپنے پیر کا سچا اور وفادار مرید بنا اور ہمارے پیارے خواجہ کی طرح ہم کو بھی اپنے پیر ومرشد کی ہدایات وفرمودات پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرما: آمین ثم آمین۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

پہلا جمعہ...دوسرا بیان

بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی ٥ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ٥ (پ۳۰، رکوع۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! فلاح دارین یعنی دین و دنیا کی کامیابی کا راز سربستہ ہے مومن کے قلب کی صفائی اور پاکیزگی پر اس دنیا کا کوئی شعبہ ہو یا یوم آخرت کی فلاح و ظفر، کامیابی و کامرانی ناممکن ہے جب تک قلب مومن ہر قسم کے گناہ سے پاک اور صاف و ستھرا نہ ہو جائے اور مومن کا قلب ہر قسم کے وسوسے اور تمام گناہوں، کدورتوں اور برائیوں سے پاک کرنے کے لئے رب تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد لازم و ضروری ہے بغیر ذکر الٰہی کے قلب کو طیب و طاہر بنانا ناممکن ہے اور ذکر الٰہی میں سب سے اہم اور جامع ذکر اپنے وقت پر نماز کی ادائیگی ہے بغیر نماز کی ادائیگی کے ذکر الٰہی کا مقبول ہونا ناممکن ہے۔

میری گفتگو کا مقصود آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کامیابی و کامرانی کے لئے قلب کی پاکیزگی و صفائی بہت ضروری امر ہے اور قلب کے پاک و صاف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم و ضروری ہے۔

حضرات! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کا مقبول ذکر ہے اور کلمہ شریف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ورد کرنا بھی افضل و پسندیدہ ذکر الٰہی ہے۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کا نورانی قافلہ اور رسولان عظام کی پرانوار جماعت مبعوث فرمایا اور بے شمار صحیفے نازل فرمائے اور چار بڑی کتابیں نازل فرمائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف نازل ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف نازل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف نازل ہوئی اور ہمارے پیارے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ، جان رحمت، شمع بزم ہدایت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا۔ جس طرح ہمارے رسول، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح قرآن مجید تمام صحیفوں اور جملہ آسمانی کتابوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف میں تحریفیں کی گئیں یعنی شیطانی خصلت کے لوگوں نے جو چاہا نکال دیا اور جو چاہا اپنی مرضی سے بڑھا دیا مگر قرآن مجید جو ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے اس ربانی کتاب قرآن شریف کی حفاظت کو رب تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔ خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

آیت: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ ۱۴، رکوع ۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنز الایمان)

سبحان اللہ: کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف کی جو ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ مبارکہ پر نازل ہوئی چودہ سو برس پہلے جیسے تھی آج بھی ویسے ہی ہے اور ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ ایک لفظ کیا ایک نقطہ بھی نہ بدلا گیا ہے نہ بدلا جائے گا اور نہ ہی کوئی بدل سکتا ہے۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا

بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حضرات: تمام آسمانی صحیفے اور ربانی کتابیں یعنی زبور شریف۔ توریت شریف۔ انجیل شریف وغیرہ علوم ہدایت و برکت سے مالا مال ہیں لیکن عرض یہ کرنا ہے اور میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے تمام علوم اور معرفت کے خزانے الگ الگ جو زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور تمام صحیفوں میں موجود ہیں وہ سب کے سب علوم اور معرفت کے خزانے بلکہ اس سے اور زیادہ۔ خوب زیادہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف جو ہمارے پیارے نبی جان رحمت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ مبارک پر نازل ہوئی۔ اس کتاب میں موجود یعنی یوں عرض کروں کہ تمام آسمانی صحیفوں اور روحانی کتابوں کے علوم قرآن مجید میں موجود ہیں اور قرآن شریف کے تمام علوم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کے تمام علوم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں موجود ہیں اور بسم اللہ شریف کے تمام علوم اور معرفت کے گنجینے بسم اللہ شریف کے ب میں موجود ہیں اور ب کے تمام علوم اور برکت و رحمت کے خزینے ب کے نقطے میں موجزن اور موجود ہیں۔

ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرو

ہمارے حضور سراپا نور شافع محشر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ (مطالع المسرات، کنز العمال، ج۱، ص ۲۷۷)

یعنی ہر نیک کام جو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص اور ادھورا رہ جاتا ہے۔

حضرات! ہر نیک اور جائز کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا چاہیے لیکن حرام اور ناجائز کام سے پہلے بسم اللہ شریف ہرگز ہرگز پڑھنا نہ چاہیے بلکہ شراب پیتے وقت، زنا کرتے وقت، جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہر نیک کام کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا برکت و رحمت کا سبب ہے۔ اور بسم اللہ شریف پڑھے بغیر کسی کام میں برکت نہیں ہوتی۔ جس کھانے کو تناول کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لی جاتی ہے اس کھانے میں شیطان شریک نہیں ہوتا اور بسم اللہ شریف کی برکت سے کھانا نور بن کر پیٹ میں جاتا ہے۔ اور کھانے والے کا پورا جسم نور سے منور اور روشن ہو جاتا ہے۔

اور جس کھانے میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھی جاتی اس کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانا برکت سے خالی ہو جاتا ہے اور کھانے والا انسان کھانے کے بعد بھی بھوکا رہ جاتا ہے یعنی بھوک باقی رہ جاتی ہے۔

بسم اللہ شریف جب یاد آئے پڑھے

اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِيَ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ٥

(ترمذی شریف، ج۲، ص۷، ابن ماجہ، ص۲۳۵)

یعنی جب تم نے کھانا شروع کیا اور بھول گئے بسم اللہ شریف پڑھنا تو جب یاد آئے یعنی بیچ کھانے میں تو پڑھ لو بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ٥

حضرات! کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گئے تو جب یاد آئے چاہے ایک ہی لقمہ باقی تھا تو پڑھ لو بسم اللہ شریف، جتنا کھانا شیطان نے کھایا تھا، قے کردے گا اور آپ کے کھانے میں برکت ہو جائے گی۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۲۹)

ڈبلا اور موٹا شیطان: فدائے مصطفےٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع کی بات ہے ایک مسلمان اور ایک کافر کے شیطان میں ملاقات ہوئی۔ کافر کا شیطان بہت موٹا تازہ بدن پر کپڑے پہنے اور سر میں تیل ڈالے ہوا تھا اور مومن کا شیطان ڈبلا پتلا تھا پراگندہ سر اور ننگا تھا، کافر کے شیطان نے مومن کے شیطان سے سوال کیا بھائی! تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ شیطان نے جواب دیا میں ایک ایسے اللہ والے کے ساتھ ہوں جو کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتا ہے۔ اس لئے میں بھوکا رہ جاتا ہوں اور جب وہ پانی پیتا ہے اور یا اور کوئی چیز پیتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اس لئے میں پیاسا رہ جاتا ہوں، لباس پہنتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھتا ہے اس لئے میں ننگا ہوں۔ اور سر میں تیل ڈالتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اس لئے میں پراگندہ بال ہوں۔ کافر کے شیطان نے کہا کہ میں ایک ایسے انسان پر مسلط ہوں جو کسی کام میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھتا اسی لئے میں اس کے کھانے میں، پینے میں، ملباس میں، حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں شریک رہتا ہوں اس لئے میں موٹا تازہ ہوں۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! ہم سب شیطان کے مکر سے بچنے کی تدبیر کریں اور ہر نیک کام بسم اللہ شریف سے شروع کریں۔ ہمارے کام برکت والے ہو جائیں گے اور نیکیاں بھی خوب ملیں گی۔

کھانے کے بعد بھی بھوکا رہا: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہیں کرم کے موتی لٹا رہے ہیں اور صحابہ رکرام اپنے اپنے دامن کو بھر رہے ہیں۔ ایک صحابی نے بارگاہ کرم میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں کھانے کے بعد بھی بھوکا رہتا ہوں، مجھ میں بھوک باقی رہتی ہے سیر نہیں ہو پاتا ہوں۔ تو ہمارے حضور سراپا نور برکت ورحمت والے آقا نے ارشاد فرمایا، لَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ۔ شاید تم اکیلے کھاتے ہو، عرض کیا ہاں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اکیلے کھاتا ہوں تو ہمارے پیارے نبی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ ۝ یعنی مل جل کر سب ساتھ میں کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ تمہارے کھانے میں برکت ہو جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، ص ۲۴۶، کنزالعمال، ج ۱۵، ص ۱۰۴)

جماع کے وقت بسم اللہ شریف: ہر مسلمان سنی بھائی کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لے تو شیطان کے خلل سے پاک رہے گا اور جو اولاد ہو گی وہ نیک اور صالح ہو گی (ابوداؤد، ج۱، ص ۲۹۳)

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ شریف میں ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: جب تم اپنی عورت سے جماع کرو تو بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ جب تک غسل جنابت نہیں کرو گے اس وقت تک فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے اور پیدا ہونے والی اولاد جب تک زندہ رہے گی اس کی ہر سانس پر تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

سواری کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا

ہمارے آقا معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، جب تم سواری پر سوار ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھ لیا کرو ہر قدم پر ایک نیکی پاؤ گے۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! اکثر ہمارا حال یہ ہے کہ سواری پر سوار ہوتے وقت ہم غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ شریف پڑھنا یاد نہیں رہتا اور پھر ہم کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر تباہی سے بچنا ہے حادثات سے اپنے آپ کو بچانا ہے تو سواری پر بیٹھنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لو تو مصیبت و بلا سے نجات بھی ملے اور ثواب کا ثواب ملے گا۔

گنہگار کی بخشش: ایک اعرابی صحابی نے رحمت عالم، سردار دو عالم ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بڑا گنہگار ہوں۔ آپ میرے حق میں بخشش کی دعا فرما دیں تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا کرو تو وہ ارحم الراحمین تیرے گناہ بخش دے گا وہ صحابی تعجب خیز لہجے میں عرض گزار ہوئے اور کہنے لگے بس اتنا ہی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے آقا نے فرمایا جو مسلمان مرد یا عورت سچے دل اور یقین کامل کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پڑھنے والے کو دوزخ سے نجات دے دیگا۔ (اسرار الفاتحہ)

بسم اللہ شریف کی برکت سے باپ بخش دیا گیا

روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے کچھ دیر کے بعد پھر اسی قبر سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ اس قبر میں نور ہی نور ہے اور وہاں رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت متعجب ہوئے اور بارگاہ مولیٰ میں عرض گزار ہوئے کہ مجھے اس کا راز بتایا جائے، ارشاد ہوا اے عیسیٰ روح اللہ علیہ

السلام یہ بڑا گنہگار اور بدکار شخص تھا اس سبب سے عذاب ہورہا تھا لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا آج اس لڑکے کو مدرسے بھیجا گیا استاذ نے اس لڑکے کو بسم اللہ پڑھایا مجھے حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس کے باپ کو عذاب دوں جس کا لڑکا زمین پر بسم اللہ پڑھ رہا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

سبحان اللہ! کیا کیا رحمتیں ہیں بسم اللہ شریف کے پڑھنے کی، مگر جب تک ہم پڑھیں گے نہیں تو برکت ورحمت پائیں گے کیسے؟

استاذ اور ماں باپ کی بخشش: صحابی مصطفےٰ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ سرکار دوعالم فخر آدم بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب استاذ بچے سے کہتا ہے کہ پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو ہمارے آقا فرماتے ہیں استاذ، بچے اور بچے کے ماں، باپ کے لئے بخشش لکھ دی جاتی ہے۔ (دیلمی)

بسم اللہ شریف کی برکت سے دو یہودی مسلمان ہوگئے: ایک یہودی، ایک یہودن پر عاشق ہوگیا اس کے عشق میں بے قرار رہنے لگا چنانچہ ولی کامل حضرت عطا اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور معروضہ پیش کیا اللہ کے ولی نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھ کر دیا اور فرمایا نگل جاوہ کاغذ کا ٹکڑا جس پر بسم اللہ شریف لکھا تھا حضرت کے کہنے سے نگل گیا۔ پیٹ میں جاتے ہی اس کا دل نور ایمان سے منور ہوگیا اور عورت کا عشق دل سے جاتا رہا، کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ اور شیدا ہوگیا۔ اسی دور میں اس کی محبوبہ نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، اگر تجھے جنت چاہئے تو اللہ تعالیٰ کے سچے ولی حضرت عطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ بابرکت میں حاضر ہوجا! وہ عورت حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں ہی اس شخص کی معشوقہ ہوں اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت عطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے فرمایا، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ، اس عورت نے پڑھا، پڑھتے ہی اس کا دل بھی روشن ہوگیا، پھر کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہوگئی، ولی کامل کی بارگاہ رحمت سے دونوں جہان کی نعمت اپنے دامن میں سمیٹے گھر پہونچی رات سوئی تو قسمت چمک چکی تھی، باب رحمت کھل چکا تھا پھر کیا تھا خواب میں دیکھا کہ جنت کی سیر کر رہی ہے جنت کے باغوں میں گھوم رہی ہے جنت کے مکانوں کو دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا، پکارنے والا آواز دے رہا ہے۔ اے بسم اللہ پڑھنے والی خوش نصیب عورت اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کچھ دیا وہ تو نے دیکھ لیا جب آنکھ کھلی تو بے قرار ہوکر اس نے دعا کی۔

اے اللہ تعالیٰ یا رحمٰن، یا رحیم تو نے مجھے جنت میں داخل فرما کر پھر نکال دیا میں تجھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ کا واسطہ دیتی ہوں مجھے پھر جنت میں بھیج دے۔ دردمند دل سے مانگی ہوئی دعا قبول ہو چکی تھی جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی اور وہ خوش بخت عورت جنت میں داخل ہو گئی۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! دیکھو تو بسم اللہ شریف میں کتنی برکتیں ہیں وہ شخص ایک یہودی تھا اور وہ عورت ایک یہودن تھی۔ بسم اللہ شریف کی برکت سے ان دونوں کو جنتی دولہا اور دولہن بننے کا شرف حاصل ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم اور آپ تو مومن ہیں غلام رسول ہیں اگر ہم بسم اللہ شریف پڑھا کریں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا کیا عالم ہوگا۔ اور دوسری بات بھی ذہن نشیں کر لیں کہ اللہ کے ولی کے وسیلہ کے بغیر جنت تو کیا ہر رحمت اور برکت سے محرومی ہی محرومی رہتی ہے اور جو خوش بخت اللہ کے پیاروں کو وسیلہ بناتا ہے رحمت و برکت بھی پاتا ہے اور جنت کا حقدار بھی بن جاتا ہے جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا اور دیکھا

حضور مفتی اعظم مرشد اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

بسم اللہ شریف کے لکھنے سے میت کی نجات

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو مرنے سے پہلے اچھی بات کی وصیت کر جاتا ہے۔ ایک شخص نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے سینے اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ دینا، ایسا ہی کیا گیا پھر کسی نے خواب میں اس خوش نصیب کو دیکھ کر حال پوچھا اس نے جواب دیا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو فرشتے آئے، جب پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھی دیکھی تو فرشتوں نے کہا تو عذاب سے بچا یعنی رحمت کا حقدار بن گیا۔ (درمختار، باب صلوٰۃ الجنازہ، ج ۳، ص ۱۸۵)

کفن پر بسم اللہ شریف کیسے لکھیں

عظیم الشان محقق حضرت علامہ شامی اپنی تصنیف لطیف (ردالمختار شریف) میں رقمطراز ہیں کہ میت کی پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھیں اور سینے پر کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لکھیں مگر نہلانے کے بعد اور کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی انگلی سے لکھیں (روشنائی) سے نہ لکھیں۔ (ردالمختار، باب صلوٰۃ الجنازہ، ج ۳، ص ۱۸۶)

انتباہ: کلمہ شریف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) خواہ پڑھیں یا لکھیں تو ساتھ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ضرور پڑھیں اور لکھیں۔

حضرات! ہم گنہگاروں کا اس دنیا میں یا میدان محشر میں کون آسرا و سہارا ہے فقط ہمارے حضور شافع محشر محبوب داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہیں جو ہمارے آسرا اور سہارا ہیں اور اپنی شفاعت والی چادر میں چھپا کر جنت میں لے جانے والے بھی ہیں۔ گزارش کرنے والا انوار احمد قادری۔

اور سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا عاشق مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

فرعون کے دروازے پر بسم اللہ شریف: اے ایمان والو! مومن تو بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے اس کے نیک عمل کا صلہ گھر میں اولاد میں، روزی میں، روزگار میں بلکہ دنیا کے ہر شعبہ میں، برکت و رحمت اور کامیابی کی شکل میں دیا جاتا ہے اور آخرت میں جس انعام واکرام سے مومن خوش عقیدہ غلام رسول نوازا جائے گا پھر جنت کا دولہا بنایا جائے گا۔

لیکن! اگر کافر بھی نیک عمل کرتا ہے تو صرف دنیا میں اس کا اجر ملتا ہے اور برکت پاتا ہے، آخرت میں کچھ بھی نہ پائے گا لیکن دنیا میں کافر کو بھی نیک عمل کا صلہ ملتا ہے۔ میں جو واقعہ بیان کرنے جارہا ہوں سنئے اور غور وفکر کیجئے۔ فرعون کیسا کافر اللہ کا دشمن، نبی کا غدار، بندوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والا مگر اپنے گھر یعنی شاہی محل کے باہری دروازے پر، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھوایا تھا، جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو قبول نہ کیا اور سرکشی کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ تعالیٰ مجھے تو اس میں بھلائی کے آثار نظر نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام شاید تم اسے ہلاک کردینا چاہتے ہو تم اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

گھر کی حفاظت ہوگئی: ہم اہلسنت وجماعت کے عظیم الشان امام حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر کے باہری دروازے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا وہ ہلاکت سے بچ گیا

(یعنی اس گھر میں تباہی بربادی نہیں آسکتی) خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو پھر سنی مسلمان، غلام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہوگا جو لکھتا بھی ہے اور ہر نیک کام میں بار بار بسم اللہ شریف پڑھتا بھی ہے۔ (تفسیر کبیر)

بچے کو بسم اللہ شریف سکھا دو بخشے جاؤ گے

ہمارے حضور سراپا نور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بچہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں، باپ کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! ہم اپنی تقریر کو اختتام کی منزل سے گزارتے ہوئے آپ حضرات سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ عرض کرنا چاہیں گے کہ بسم اللہ شریف کا ورد صبح، شام، ہر نیک کام کرنا اپنی عادت بنالیں اور گھر والوں کو بھی بار بار کہتے رہیں خاص طور پر اپنے بچوں کو بھی بسم اللہ شریف پڑھنے کا عادی بنائیں، دین ودنیا کی بھلائی ہمارے لئے ہوگی۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ○ (پ۵، ع۱۴)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی! تیری دانائی کی

شش جہت، سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

اور

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

تمہید! حضرات! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں کا علم سکھایا اور تمام چیزوں کا نام، تمام زبانوں میں سکھایا اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولاد آدم کے نام اور تمام حیوانات و جمادات کے نام اور ہر چیز کی قسموں کے نام اور تمام شہروں اور تمام گاؤں کے نام اور تمام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو آئندہ عالم وجود میں آنے والے ہیں ان سب کے نام اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام۔

اور مشہور محدث و مفسر حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

وَاَسْمَاءُ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَكُلُّ نَعِيْمٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى الْقَصْعَةَ وَالْقُصَيْعَةَ، فِي الْخَبَرِ عَلَّمَهُ سَبْعَ مِاَةِ اَلْفِ لُغَةٍ. (روح البیان، ج:۱، ص:۱۰۰)

یعنی اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام، اور ہر چیز کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم سکھایا۔

حضرات! جب آپ لوگوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کے خزانوں کو معلوم کرلیا تو خود فیصلہ کرکے بتایئے۔ کہ سید آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم کے خزانوں کا عالم کیا ہوگا۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھایئے امی! تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کی شان

ہمارے استاذ معظم، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف تجلی الٰہی کا مشاہدہ فرمایا۔ مگر پھر بھی اس دیدار تجلی سے ان کی آنکھوں کو کس قدر نورانی کمال حاصل ہوا؟ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مقبول ترین کتاب شفا شریف میں ایک حدیث لکھتے ہیں کہ:

كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ السَّوْدَاءَ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ (شفا شریف)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ وہ کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیس میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں نے صرف نور الٰہی کی تجلی دیکھی، جب ان کی آنکھ کی نورانیت و بصارت کا یہ عالم ہے کہ ایک کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیس میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

تو پھر ہمارے آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھ کی نورانیت و بصارت اور دیکھنے کا عالم کیا ہوگا جس نے خدائے تعالیٰ کی عین ذات کو دیکھا اور اس طرح دیکھا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (پ ۲۷، ع ۵)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! حق تو یہ ہے کہ جس آنکھ سے خدا نہیں چھپا، اس آنکھ سے خدا کی خدائی کب چھپ سکتی ہے؟

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

درود شریف:

حضرات! قرآن کریم ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہمیشہ باقی رہنے والا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ کتاب مبین مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (پ ۲۶، ع ۵)

اور قرآن کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

اور قرآن کریم علوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بیش بہا خزانہ ہے اور اس کتاب مبین میں ہر شی کا علم موجود ہے۔ غیب کا علم، قیامت کا علم، موت کا علم، ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی اس کا علم، الغرض جملہ علوم کا سرچشمہ قرآن کریم اور قرآن کریم سینۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں موجود ہے۔ گویا غیب کا علم ہو یا قیامت کا علم، یا علوم کائنات سب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ پاک میں موجود ہیں۔

حضرت کا علم، علم لدنی تھا اے امیر

حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے، پڑھے ہوئے۔

علم غیب کا ثبوت قرآن سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (پ۲۷، ع۹)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

حضرت امام خازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَقِيْلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا يَكُوْنُ وَكَانَ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبِئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ (لباب التاویل، ج:۴، ص:۲۰۸)

یعنی اور کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کا بیان ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اولین وآخرین کی خبر دیتے ہیں۔

اور امام صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقِيْلَ هُوَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ وَالْمُرَادُ بِالْبَيَانِ عِلْمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَائِنٌ (زاد المسیر، ج:۸، ص:۱۰۶)

یعنی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے مراد ہے ہر اس واقعہ کا علم جو ہو چکا ہے اور (قیامت تک) ہونے والا ہے۔

اور اسی طرح علامہ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معالم التنزیل میں اور علامہ امام جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الصاوی علی الجلالین میں اور امام قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن میں لکھا کہ انسان سے مراد، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔

علم غیب کا ثبوت احادیث طیبہ میں

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ ۝ کے تحت نقل فرمایا ہے کہ آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک دن ظہر کی نماز کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے اور قیامت کے دن اور قیامت سے پہلے کی بڑی بڑی ہونے والی باتوں کا ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس چیز کے بارے

میں مجھ سے سوال کرنا چاہے وہ سوال کر لے، کیونکہ خدا کی قسم! میں جب تک اس جگہ میں ہوں، تم لوگ جس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ یہ سن کر لوگ (گھبرا گئے، ڈر گئے) بہت زیادہ رونے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بار، بار فرماتے کہ مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔

فَقَالَ اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ النَّارُ ٥ یعنی اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم (مرنے کے بعد) میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ (جنت میں یا جہنم میں؟) تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پھر عبد اللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میرا باپ کون ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۸۳)

مشرق و مغرب کا علم: آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا (صحیح مسلم، ص:۳۹۰، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۲)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو سمیٹ دی تو میں نے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

حضرات! نماز کی حالت کی بات ہے کہ ایک صحابی کی نماز میں کمی واقع ہو رہی تھی، رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کر رہے تھے اور نمازیوں کی آخری صف میں تھے تو نماز سے فراغت کے بعد آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرا منہ صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہو:

فَوَ اللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۵۳)

یعنی خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

کبھی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے

سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا

تجھے اک نے اک بنایا، تجھے اک نے اک بنایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی مَاوَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَابَیْنَ یَدَیَّ (خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۶۱، زرقانی علی المواہب، ج ۵، ص ۲۸۴)

یعنی بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

علم غیب کا کھلا ثبوت: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ (بیہقی شعب الایمان، ج ۳، ص ۴۹۲)

یعنی میری قبر اور میرے منبر کے بیچ کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اللہ اکبر! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں صحابہ کے درمیان فرمایا مگر کسی صحابی نے چوں وچرا نہ کیا اور کسی طرح کا اعتراض نہ کیا کہ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف کہاں ہوگا؟ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر کہاں بنے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیا معلوم؟ ایسا کسی صحابی نے نہیں کہا بلکہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو فرمایا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آمنا وصدقنا کہا اور دل وجان سے مان لیا، اس لئے کہ وہ مومن اور صحابی تھے اور علم غیب کا انکار کرنا تو منافق اور وہابی کا کام ہے۔

حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ اسی جگہ مزار اقدس، قبر کریم ہے اور قبر کریم اور منبر کریم کے بیچ کی جگہ کو جنت کی کیاری کہا جاتا ہے۔

حضرات! اس حدیث شریف یعنی جنت کی کیاری والی حدیث کو نجدی حکومت نے بھی مسجد نبوی شریف میں ریاض الجنہ میں لکھ کر بورڈ لگا رکھا ہے۔

حضرات! اپنے مخالف سے اگر سوال کرو گے کہ مسجد شریف کی اس جگہ کو جنت کی کیاری کیوں کہتے ہیں؟ تو سارے مخالفین کا یہی جواب ہوگا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو ہم بھی مانتے ہیں کہ مسجد شریف کی یہ جگہ۔ جنت کی کیاری ہے۔ گویا ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس جگہ کو جنت فرما دیں تو وہ جگہ۔ جنت ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس جگہ کو جنت بنا دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ (المستدرک، ج:۳، ص:۷۳)

یعنی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص نمودار ہوگا تو ابوبکر تشریف لائے تو انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے

حضور نے دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی

اسی طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دس صحابہ کو جنتی فرمایا:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۲۱۶، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۶۶)

یعنی (۱) ابوبکر جنتی ہیں (۲) عمر جنتی ہیں۔ (۳) عثمان جنتی ہیں (۴) علی جنتی ہیں (۵) طلحہ جنتی ہیں (۶) زبیر جنتی ہیں (۷) عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں (۸) سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں (۹) سعید بن زید جنتی ہیں (۱۰) ابوعبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

محب صحابہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حضرات! قیامت قایم ہوگی، حساب و کتاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہے گا جنت میں داخل فرمائے گا۔

مگر آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دنیا ہی میں حضرت ابو بکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا وغیرہ دس صحابہ کو جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔

گویا اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب ہے کہ کون، کون جنتی ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

درود شریف:

آسمان کے تاروں کا علم: ہم مسلمانوں کی مادر مہربان، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات کی بات ہے کہ ہم کھلے آسمان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب میں نے آسمان کے تاروں کی جانب دیکھا تو میں نے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ (مشکوۃ شریف، ص: ۵۶۰)

یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟

تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: نَعَمْ عُمَرُ ہاں عمر (فاروق) ہیں جن کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَكْرٍ۔ یعنی تو میرے والد حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟

تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عائشہ؟ عمر فاروق کی ساری نیکیاں، ابو بکر صدیق کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ علماء اس ایک نیکی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ غار ثور والی نیکی کا ذکر ہے۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ معلوم ہے کہ آسمان میں تارے کتنے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کتنی، کتنی نیکیاں ہیں۔

سر عرش پر ہے تیری گزر، دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

احد پہاڑ پر علم غیب کا نور: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے اور احد پہاڑ میں زلزلہ آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدم مبارک کی ایڑی سے احد پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا:

فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ. (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۲۳، مصنف عبدالرزاق ج:۱۱، ص:۲۲۹)

یعنی تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضرات! محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے کہ میں اور ابو بکر صدیق قتل نہیں ہوں گے اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قتل کیے جائیں گے اور شہید ہوں گے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدموں کو اپنے سینے پر پا کر احد پہاڑ مارے خوشی کے جھومنے لگا۔ قدم نور کے اشارہ سے پھر رُک گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار، اللہ اکبر ایڑیاں

جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں کی خبر

آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں اور جنگ موتہ سیکڑوں میل دور ملک شام میں ہو رہی ہے۔ آقا کریم مدینہ طیبہ میں جو صحابہ تھے ان کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کو جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں کی خبر دے رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر پہونچنے سے پہلے لوگوں کو دے دی تھی۔

فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (بخاری، ج ۱، ص ۵۳۱)

یعنی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جھنڈا زید کے ہاتھ میں تھا، وہ شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا جعفر نے پکڑ لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑ لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چشمان مبارک اشکبار ہو گئیں، یہاں تک کہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی (حضرت) خالد بن ولید نے پکڑ لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے سرفراز کیا۔

حضرات! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سیکڑوں میل دور، ملک شام میں ہونے والی جنگ موتہ میں شہید ہونے والے مجاہدین کا نام لے لے کر بتاتے جا رہے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آمنا وصدقنا کہتے جا رہے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیب کی خبر کو قبول کرتے اور مانتے جا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو ماننا صحابہ اور مومنوں کا عقیدہ ہے اور نہ ماننا منافقوں اور وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کچھ طاقت ہے نہ کچھ علم غیب (اور آگے لکھتے ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتے اور اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس کام کو کر لیتے اور اگر برا معلوم ہوتا تو کیوں اس برائی میں قدم رکھتے۔ الغرض ان کو نہ کچھ طاقت ہے اور نہ ان کو علم غیب ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۴۶)

حضرات! قرآن کریم کے تیسوں پاروں میں، احادیث طیبہ کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم غیب کے انوار چاند سورج سے زیادہ روشن اور جگمگا رہے ہیں۔

مگر ابوجہل کے غلاموں کا ایمان وعقیدہ مر چکا ہے اور ان کی بصیرت و بصارت دونوں ضائع ہو چکی ہیں اور ان کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں اس لئے علوم غیب کے جگمگاتے ستارے بھی ان اندھوں کو نظر نہیں آ رہے ہیں۔

خدا جب دین لیتا ہے\
تو عقلیں چھین لیتا ہے

قبروں کے اندر کے راز کو بتادیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کی کوئی بڑی وجہ بھی نہیں۔ ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا اور ایک پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ:

ثُمَّ اَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهٗ بِاِثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۳)

یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک ہری لکڑی لے کر (کھجور کی ٹہنی) اس کے دو ٹکڑے کئے اور ان دونوں قبروں پر ایک، ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا جب تک یہ لکڑی خشک نہیں ہوگی یقیناً ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی

حضرات! صحیح بخاری شریف کی اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے اور دونوں عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ کریم نے خوب علم غیب عطا فرمایا ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر کے اندر قبر والے کو بھی دیکھتے ہیں اور قبر والے کس حال میں ہیں اس کو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۲) ہم سنی مسلمان اپنے بزرگوں اور مردوں کی قبروں پر جو پھول ڈالتے ہیں اس کی اصل یہی حدیث ہے کہ قبروں پر ہری لکڑی یا پھول ڈالنا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

مخالف کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس قبر پر ہری لکڑی رکھی جس پر عذاب ہو رہا تھا تو کیا تمہارے بزرگوں اور مردوں پر عذاب ہوتا ہے جو تم سنی لوگ ہر قبر پر پھول ڈالتے ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہری لکڑی یا پھول جب تک ہرے اور شاداب ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے، اب قبر والا اگر عذاب میں ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے اور قبر والا اگر نیک و پرہیزگار ہے تو اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں، اس لئے ہم سنی مسلمان نیک و بد کی ہر قبر پر پھول ڈالتے ہیں اور ان کی دعائیں لیتے ہیں۔

ایک مشہور کہاوت ہے: کہ کر بھلا تو ہوگا بھلا۔ یعنی آج ہم کسی کی قبر پر پھول ڈالتے ہیں تو کل ہماری قبر پر کوئی ضرور پھول ڈالے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

سراقہ کے ہاتھ میں کسریٰ کا کنگن

آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر اپنا تعاقب کرنے والے شخص سراقہ بن مالک کو توبہ کرنے کے بعد جب سراقہ رخصت ہونے لگا۔

قَالَ لَهُ كَيْفَ بِكَ يَا سُرَاقَةُ إِذَا تَسَوَّرْتَ بِسُوَارَيْ كِسْرٰى ۔ (السیرۃ الحلبیہ، ج:۲، ص:۳۵)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے: اے سراقہ (میں دیکھ رہا ہوں) کہ تجھے کسریٰ کا کنگن پہنایا جائے گا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا، تو مال غنیمت میں کسریٰ کا کنگن موجود تھا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے وہ کنگن سراقہ بن مالک کو پہنایا گیا۔ (سیرۃ حلبی، ج:۲، ص:۳۵)

حضرات! برسوں بعد ہونے والا واقعہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے تھے اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سراقہ بیمار ہو گئے تھے، بیماری اس قدر سخت اور زیادہ تھی کہ آپ کے بچنے کی کوئی امید نہیں نظر آتی تھی، حکیموں اور طبیبوں نے جواب دے دیا تھا، لوگ ناامید ہو کر آپ سے ملنے آتے تھے، اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آخری وقت سمجھ کر آپ سے ملنے آئے اور ملاقات کے وقت فرمایا کہ اے سراقہ اب تمہارا آخری وقت ہے، اگر مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کرنا۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت سراقہ جوش میں آگئے اور فرمایا! اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم سمجھتے ہو کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے، اور اب میں اس دنیا سے جا رہا ہوں۔ قسم خدا کی مجھے موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے آقا کریم غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک پورا نہیں ہو جاتا۔

میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر فرمایا تھا کہ اے سراقہ! میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت تک میں مروں گا نہیں جب تک میں کسریٰ کا کنگن پہن نہ لوں گا۔ (نزہۃ المجالس)

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر مضبوط یقین اور زبردست بھروسہ تھا کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برسوں پہلے جو فرمادیا ہے، برسوں بعد ہونے والے واقعہ کے بارے میں اس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا اور وہ ہوکر رہے گا۔ تو وہی ہوا جو فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تری گزر، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

ابوسفیان کے خیالات کی خبر: فتح مکہ کے وقت ابوسفیان جو اسلام قبول کر چکے تھے، صحابۂ کرام کے ہمراہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کا منظر دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ میرے پاس لشکر ہوتا تو دوبارہ اس شخص کے ساتھ جنگ کرتا۔ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے خیالوں کو جان لیا اور ابوسفیان کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک ابوسفیان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا: (اگر تو مجھ سے جنگ کرتا) اِذًا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ. تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرتا۔

ابوسفیان نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سامنے قیام فرما دیکھ کر کہا:

مَا اَیْقَنْتُ اِنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی السَّاعَۃَ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج:۵، ص:۱۰۲)

یعنی مجھے یقین نہیں تھا کہ آپ قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔

اسی رات ابوسفیان نے اپنی بیوی سے کہا کہ کیا آج جو کچھ ہوا تو اسے اللہ کی جانب سے سمجھتی ہے، تو اس نے کہا: ہاں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ صبح جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو اس کی گفتگو جو اس کی بیوی سے ہوئی تھی، آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْتَ لِھِنْدٍ اَتَرِیْنَ ھٰذَا مِنَ اللّٰہِ (دلائل النبوۃ، ج:۵، ص:۱۰۲)

تو نے (اپنی بیوی) ہندہ سے یہ کہا تھا کہ کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

تو اب! حضرت ابوسفیان بے ساختہ پکار اٹھے کہ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس وقت میرے ساتھ میری بیوی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیسے خبر ہوگئی۔ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ (دلائل النبوۃ، ج:۵، ص:۱۰۳)

حضرات! حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان مضبوط ہو گیا اور دوبارہ کلمہ پڑھنے کی توفیق ملی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو دیکھ کر۔

افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیوبندی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور نبی کے علم غیب کا انکار بھی کرتے ہیں تو ان لوگوں کو ابوسفیان سے کچھ سبق پڑھ لینا چاہئے تاکہ توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

علم غیب ذاتی اور علم غیب عطائی

حضرات! اللہ تعالیٰ کو جو علم غیب ہے وہ ذاتی ہے بغیر کسی کے دیئے ہے اور آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو علم غیب ہے عطائی ہے۔ اللہ کے دیئے سے ہے۔

اب! مخالف سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ علم غیب دینے پر قادر ہے کہ نہیں تو اس کا یہی جواب ہوگا کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے اور علم غیب دینے پر بھی قادر۔ تو ہم سنی مسلمانوں کا یہی ایمان و عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ہی عالم غیب، غیب داں اور غیب کے جاننے والے ہیں۔

پھر بھی ہمارا مخالف ہم سنیوں پر الزام لگاتے نہیں تھکتا کہ سنی بریلوی علماء اللہ تعالیٰ کے علم کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کو برابر جانتے ہیں اس لئے سنی مسلمان کافر و مشرک ہیں۔

اور اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی اس آیت پاک کو پیش کرتے ہیں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط (پ۲۰،ع۱)

ترجمہ: تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ (کنزالایمان)

اس آیت کو وہابی، دیوبندی خوب کثرت سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس آیت میں صاف، صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی، نبی ہوں یا رسول غیب نہیں جانتے۔

تو! ہم عرض کریں گے کہ ہمارا بھی یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی غیب

نہیں جانتا۔ ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب ہے اور اس آیت میں جو حکم ہے وہ ذاتی علم غیب کے بارے میں ہے۔

اور! اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر نبی ورسول غیب داں ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا O اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ۲۹، ع۱۲)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنزالایمان)

حضرات! یہ آیت کریمہ صاف طور پر اعلان کررہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا مقدس گروہ جو خدا کے پسندیدہ ہیں ان کو عالم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ یعنی ان کو علم غیب عطا فرما کر، غیب داں بنادیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا O (پ۵، ع۱۴)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمادیا ہے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔

پانچ چیزوں کا علم! مخالف کا دھوکہ! کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پانچ چیزوں کا علم نہیں ہے۔ (۱) قیامت کب آئے گی۔ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۴) کون کل کیا کریگا؟ (۵) کون کہاں مریگا؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ۵، ع۱۴)

یعنی اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم) آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے (پھر سے غور سے سنئے) آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمادیا ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ ان پانچ چیزوں کا علم باقی کیسے رہ سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ سکھادیا ہے

حضرت کا علم، علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے، پڑھے ہوئے

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق کا علم: آقا کریم، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی شان تو بہت

ہی بلند و بالا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اور غلام حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم غیب کی نعمت و دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے وصال کا وقت آیا تو کچھ وصیت فرمائی جس میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ یہ میراث کی چیزیں ہیں اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں (جب کہ ایک ہی بہن تھی) تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن اسماء ہیں۔ دوسری کون ہے؟

فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ ذُوْ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ اَرَاهَا جَارِيَةً (مؤطا امام مالک، ج:۲، ص:۱۳۵، تاریخ الخلفاء، ص:۱۵)

تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر نے فرمایا وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور وہ میرے خیال میں لڑکی ہے۔

اور! حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی بنت خارجہ کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

حضرات! جب حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی یہ شان ہے تو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت عمر فاروق اعظم کا علم

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں ہیں اور ہزاروں میل دور اسلامی لشکر کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دشمن دھوکہ سے اسلامی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو لشکر اسلام کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ مبارکہ کے دن عین خطبہ کے وقت پکارا۔

يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اور جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہاڑ کی جانب نظر کی تو دشمن کو دیکھ لیا اور دشمن کا حملہ ناکام رہا اور لشکر اسلام نے فتح و نصرت کے جھنڈے بلند کر دیے۔

(مشکوۃ شریف، ص:۵۴۶، دلائل النبوہ، ص:۵۰۷)

حضرات! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے ہزاروں میل دور لشکر اسلام کو دیکھ لیا اور ان کو آواز دے کر دشمن کی چال سے آگاہ بھی کر دیا۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی یہ شان ہے

تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کی بزرگی اور برتری کا عالم کیا ہوگا۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت مولا علی کی نگاہ: ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے علی بتاؤ! کہ اس وقت جبریل کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے دائیں پھر بائیں دیکھا، پھر زمین و آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اس وقت جبریل کو نہ تو آسمانوں میں پاتا ہوں اور نہ زمین میں، شاید تو ہی جبریل ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج:۲، ص:۲۵۴)

حضرات! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری زمین کو دیکھ ڈالا۔ اور تمام آسمانوں کو نظر کیا اور بیٹھے ہیں مدینہ طیبہ میں تو جب حضرت علی کی نگاہ کی یہ شان ہے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ و نظر کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت غوث اعظم کی نگاہ: آل نبی اولاد علی، قطب الاقطاب، سلطان البغداد، ابو محمد، ابو الشیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَوْلَا لِجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِيْ لَاَخْبَرْتُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدَيَّ كَالْقَوَارِيْرِ مَا فِيْ بَوَاطِنِكُمْ وَظَوَاهِرِكُمْ (بہجۃ الاسرار، ص:۳۳)

یعنی اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی، تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ تم میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔

اور فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِ

(قصیدہ غوثیہ شریف)

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے، ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

سبحان اللہ! جب ہمارے پیر اعظم، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا یہ عالم ہے تو ہمارے نبی، رسول اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کی شان و شوکت کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی نگاہ: ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند، حضرت سید معین الدین چشتی سنجری، اجمیری حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص خنجر چھپا کر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا، ہمارے پیارے خواجہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی روحانیت کی نگاہ سے اس شخص کے برے ارادہ کو دیکھ لیا۔ وہ شخص ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ اخلاق کریمانہ کا بہترین سلوک پیش کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم خنجر باہر نکالو اور جس کام کے ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو! یہ سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ کہہ کر اس شخص نے بغل سے خنجر نکال کر سامنے رکھ دیا اور قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھ کو میری غلطی کی سزا دیجئے بلکہ میرے خنجر سے میرا کام تمام کر دیجئے۔ ہمارے رحیم و کریم خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم فقیروں درویشوں کا شیوہ ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس کو نیکی اور بھلائی کا صلہ دیتے ہیں پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے دعا فرمائی، وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اسی وقت سے خدمت اقدس میں رہنے لگا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے تائب ہوا اور اس کو ۴۵ بار حج کعبہ کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی مقدس زمین میں بعد وصال مدفون ہوا۔ (مرأۃ الاسرار، ص: ۵۹۸)

حضرات! اللہ تعالیٰ کی دین وعطا ملاحظہ کیجئے کہ اس نے ہمارے پیارے خواجہ، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب کی نعمت سے نوازا ہے اور حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے دلوں کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ تو مجھے بتانا یہ ہے کہ جب حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کا یہ عالم ہے تو آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

ذکر الٰہی کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ (پ۲، ر۲، ع۲)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! جس انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا ہے وہ انسان زندہ ہے اور جس انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے وہ انسان مردہ ہے۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ص۱۸۸)

مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم اسلام ابن رضا فرماتے ہیں۔

لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا مَشْہُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ

لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

مولیٰ دل کا زنگ چھڑا قلب نوری پائے جلا

دل کو کردے آئینہ جس میں چمکے یہ کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ہمارے سرکار پیارے آقا رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

افضل الذکر کلمہ شریف۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص۲۰۱)

کلمہ شریف کی فضیلت

ہمارے پیارے رسول رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ (بخاری، مسلم کشف الغمہ جلد اول ص ۴۶)

یعنی جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وظیفہ: ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، یا باری تعالیٰ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا دے کہ اس سے میں تجھے یاد کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ تیرے بے شمار بندے لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ مجھے ایسا وظیفہ بتا۔ جو صرف میرے لئے خاص ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَا مُوْسٰی لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ کَفَّۃٍ وَّلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ کَفَّۃٍ لَمَالَتْ بِہِنَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۰)

ترجمہ: یعنی اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جس پلڑے میں رکھا جائے گا وہ پلڑا بھاری ہوگا اور وزن دار ہو جائے گا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میرے پیارے اللہ تعالیٰ کا نام کائنات کی ساری چیزوں سے بھاری اور وزن دار ہے۔

میرے خواجہ کے دیار کی نورانی حکایت

میرے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہندوستان میں ایک ہندو مشرک تھا جو کفر میں ڈوبا ہوا بتوں کی پوجا کرتا تھا ایک مرتبہ کسی مشکل میں مبتلا ہوا پریشانی اور حیرانی کے عالم میں جس بُت کو پوجتا تھا اس بت کے پاس گیا اور اپنی مشکل بیان کی اور مراد مانگی مگر پتھر تو پتھر ہی ہے کچھ نہ ہوا ہندو، مشرک، مشکل میں گھرا رہا وہ مشرک بت سے ناامید ہو کر اس نے سوچا مسلمان اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں میں بھی اس مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں اور دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ اس مشرک نے شرمندہ ہو کر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور

بلند آواز سے پکارا یا اللہ! فضا میں کڑکا ہوا بجلی چمکی نور کا ہالہ آسمان پر چھا گیا اور ندا آئی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ ٥ اے میرے بندے میں موجود ہوں، مانگ جو مانگتا ہے تیری حاجت پوری کی جائیگی۔ مشکل آسان کی جائے گی۔ تیرا دامن مرادوں سے بھر دیا جائے گا۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں عرض کیا یا اللہ تعالیٰ یہ بندہ مشرک ہے بتوں کی پوجا کرتا تھا مگر بتوں نے اس کی کچھ نہ سنی اور تجھے ایک مرتبہ ہی پکارا ہے اور تو نے جواب دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اگر میں بھی اس بُت کی طرح جواب نہ دوں تو میرا بندہ کہاں جائے گا وہ بُت جھوٹے ہیں اور میں سچا خدا ہوں اور اپنے بندے کی فریاد سنتا ہوں اور مدد کرتا ہوں، اس بُت پرست مشرک نے جب یہ ماجرہ دیکھا تو کلمہ شریف پڑھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمان ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس جلد اول)

اے ایمان والو! اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کی شان کو جانو اور سمجھو کہ اللہ تعالیٰ جب ایک مشرک کی آواز پر لَبَّیْکَ عَبْدِیْ فرماتا ہے تو ہم غلامان محبوب خدا ہیں اگر ہم یقیناً صدق دل سے اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ ہم پر کس قدر کثرت سے رحمت و برکت نازل فرمائے گا کہ مشکلیں آسان اور تکلیفیں دو ہوتی نظر آئیں گی اور ہمارے سارے کام بنیں گے اور ہم بامراد ہو جائیں گے۔

آؤ ہم سب مل کر پڑھ لیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

استاذ زمن شاعر شیریں سخن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم ابن رضا الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں ہوں بندہ وہ مولیٰ کون ہے اپنا اس کے سوا
میں ہوں اس کا وہ ہے میرا جس نے بنایا اور پالا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، آسمانوں میں ہو یا زمین میں، یا سمندر کے پانی کے نیچے سب اپنے اپنے طریقے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر کچھ انسان اور جنات ہی ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف پ۱۵، رکوع ۵ میں فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ط

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے۔ (کنز الایمان)

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر زندہ درخت یعنی چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر چیز کی تسبیح اس کی حیثیت کے مطابق ہے

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتا ہے اور ان سب کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے۔ صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اپنے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی انگلیہائے مبارکہ سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کھانا کھاتے تو کھانا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری، جلد ۱، ص ۳۳، مسلم، ج ۲، ص ۲۴۵)

افضل الذکر کلمہ شریف: دیوانہ مصطفیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امت کے غمخوار ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ، ص ۲۰۱)

دوزخ سے آزاد: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص گواہی دے (یعنی پڑھے) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ج ۱، ص ۴۶، مشکوۃ، ص ۱۲)

دو غلام آزاد کرنے کا ثواب

ہمارے سرکار محبوب کردگار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سونے سے پہلے دو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھ لے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو غلام آزاد کئے (انیس الواعظین)

عرش اعظم کا سوال: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہلنے لگتا ہے حکم ہوتا ہے اے عرش ساکن ہو جا۔ عرش عرض کرتا ہے اے اللہ

تعالیٰ جس نے کلمہ پڑھا اس کو بخش دے تا کہ مجھے سکون ملے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے کلمہ شریف پڑھنے والے بندے کو بخش دیا۔ (انیس الواعظین)

ہر قطرے کے بدلے ثواب ہی ثواب ہے

نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک جو بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے اور درمیان میں دنیاوی بات نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور جو وضو کرتے وقت کلمہ شریف پڑھتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا اور اس کا ثواب اس شخص کو ملے گا۔ (انیس الواعظین)

کامیابی کا نسخہ: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہمارے طبیب رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) تُفْلِحُوْا (کشف الغمہ)

یعنی اے لوگو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (محمد رسول اللہ) پڑھو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اے ایمان والو! اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک بار بار پڑھئے اور سوچئے کہ ہم کو دور در جانے کی ضرورت نہیں۔بھٹکنے کی حاجت نہیں کلمہ شریف پڑھئے اور کامیاب ہو جائے۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
دربدریوں ہی خار پھرتے ہیں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

بیماری سے نجات: سید الطائفہ ہم قادریوں کے مرشد اعظم حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مکہ شریف کعبہ معظمہ کی زیارت کے لئے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ سفر جاری ہے ایک مقام پر سواری مکہ شریف کی جانب چلنے کی بجائے قسطنطنیہ کی جانب چل پڑی۔ بسیار کوشش پکڑنے کے باوجود سواری قسطنطنیہ کے شہر میں داخل ہوگئی۔وہاں پہونچ کر دیکھتا ہوں کہ لوگ کثیر تعداد میں جمع ہیں اور آپس میں

محوکلام ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ بادشاہ کی لڑکی پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہے اور کسی طبیب کی تلاش کی جارہی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے لے چلو میں بادشاہ کی لڑکی کا علاج کردوں گا لوگ مجھے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب شاہی محل کے دروازے پر پہونچا تو اندر سے آواز آئی۔ اے جنید! تو کب تک اپنی سواری کو ہمارے پاس آنے سے روکتا رہے گا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مخلوق کا مسیحا بنایا ہے۔ (مسیحا مریض کے پاس آگیا) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک لڑکی حسن و جمال میں یکتائے روزگار زنجیر میں بندھی ہوئی ہے اور مجھ سے فریاد کررہی ہے کہ حضرت! میرے لئے دعاء کیجئے اور مجھے بچالیجئے۔ مجھے بیماری سے نجات دلادیجئے مجھے بلانے پکڑ لیا ہے۔ رحم کیجئے، کرم کیجئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بادشاہ کی لڑکی سے کلمہ شریف یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھنے کو کہا۔ لڑکی نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا کلمہ شریف پڑھتے ہی زنجیر ٹوٹ کر گر گئی اور بادشاہ کی لڑکی بلا سے نجات پا کر اسی وقت تندرست ہوگئی۔ بادشاہ اپنے سامنے یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہوا اور کہنے لگا۔ اے حضرت جنید بغدادی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کتنے پیارے اور اچھے حکیم ہو کہ ایک پل میں میری لڑکی کی بیماری دور کر کے اسے اچھا اور تندرست کر دیا۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بادشاہ سے کہا تم بھی کلمہ شریف پڑھ لو، تمہارے دل سے کفر کی بیماری دور ہو جاؤ گی۔ بادشاہ نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ کلمہ شریف کی برکت اور ایک ولی کی کرامت دیکھ کر کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس ج۱، ص ۱۶)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے آئے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اے ایمان والو! کلمہ شریف پڑھنے والے شیعہ بھی ہیں وہابی، دیوبندی، تبلیغی بھی ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے سائے میں جو عبادت ہوتی ہے وہی قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ولی کا دامن ہاتھ میں ہو اور کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے تو مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور کفر کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے اور اسلام کا اجالا پھیل جاتا ہے خوب فرمایا میرے مرشد اعظم، ہم شبیہ غوث اعظم، قطب عالم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

درود شریف:

جنت کی کنجی: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ شَہَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٥

ترجمہ: معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گواہی دینا جنت کی کنجی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۴)

گنہگار جنت میں: ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک گنہگار لایا جائے گا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے بھرے ہوں گے اور ان کی لمبائی حد نظر تک ہوگی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے۔ گنہگار عرض کرے گا نہیں، پھر فرمایا جائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے، وہ گنہگار کہے گا میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں، پھر رحم و کرم والا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اس وقت ایک پرچہ کاغذ کا نکالا جائے گا جس میں اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُـہٗ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوگا (خلوص دل محبت سے جو پڑھا تھا) اس پرچہ کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور ننانوے دفتر گناہوں کے دوسرے پلڑے میں۔ گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے اور کلمہ والا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ اب وہ گنہگار عرض کرے گا اے میرے اللہ تعالیٰ ننانوے دفتر گناہوں کے مقابلے میں ایک کاغذ کے پرچے کی کیا حقیقت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ میرا نام سب سے وزنی اور بھاری ہے کلمہ شریف کی برکت سے گنہگار بخش دیا جائے گا۔ اور جنت کا دولہا بنا دیا جائے گا۔ (حاکم، مشکوٰۃ، ص ۴۸۶)

کلمہ شریف کے پڑھنے سے گناہ بخش دیئے گئے

ہمارے حضور پاک صاحب لولاک مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اعرابی (دیہاتی) صحابی حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بہت گنہگار ہوں (میں بہت گنہگار ہوں) تو ہمارے آقا رحمت نبی رحمت کرم ہی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی سے سوال کیا تیرے گناہ ستاروں سے زیادہ ہیں؟ اس اعرابی نے عرض کیا ہاں۔ پھر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا بارش کے قطروں سے بھی زیادہ تیرے گناہ ہیں، اس اعرابی نے جواب دیا، ہاں پھر ہمارے سرکار بے سہاروں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا، کیا درختوں کے پتوں سے زیادہ تیرے گناہ ہیں؟ تو اس دیہاتی نے جواب دیا

ہاں! پھر میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کیا تیرے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں؟ تو اس سوال پر وہ اعرابی خاموش ہو کر رونے لگا۔ ہمارے پیارے نبی نے بڑی شفقت و محبت بھرے لہجے میں فرمایا، کلمہ شریف لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ (کلمہ شریف کی برکت سے) تیرے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (انیس الواعظین)

اے ایمان والو! کیا شان ہے کلمہ شریف کی، کیا رحمتیں، برکتیں ہیں کلمہ شریف کی۔ آیئے ہم سب مل کر بلند آواز سے ایک دوسرے کو گواہ بنا کر کلمہ شریف پڑھ لیں۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

حضرات! یقین ہے اور رحمت سے پوری امید ہے کہ اس پورے مجمع میں کسی نہ کسی کا کلمہ شریف پڑھنا۔ ہمارے پیارے اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا اور ضرور ہوگا اور ایک کے صدقے میں ہم سب رحم و کرم سے مالا مال کر دیئے جائیں گے۔

رحمت کی صدا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

کلمہ پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے آقا جنت کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

ایمان تازہ کرو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایمان کس طرح تازہ کریں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کثرت سے پڑھا کرو؟ (طبرانی)

کلمہ پڑھنے والے پر دوزخ حرام ہے

عبادہ ابن صامت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے آقا ابو القاسم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص سچے دل سے کلمہ شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام فرما دیگا۔

(مسلم، ج ۱، ص ۴۳، ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۱۴)

کلمہ شریف بہترین صدقہ ہے: صحابی رسول حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ

ہمارے آقا کریم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ہر عضو کا صدقہ ہے (ایک بار) سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا ایک صدقہ اور جب بھی کہو گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جب بھی پڑھو گے اَللّٰہُ اَکْبَرُ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جب بھی بولو گے اور پڑھو گے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہارے لئے صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور چاشت کی دو رکعت نماز ان تمام کا عوض (یعنی بدلہ) بن جاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۳۳، بیان صدقہ)

نصرانی مسلمان ہو گیا: امام خواجگاں حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابرکت بارگاہ میں ایک نصرانی شخص کبھی کبھی حاضری کے شرف سے باریاب ہوا کرتا تھا، کئی دن گزر گئے۔ خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نصرانی شخص کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ بستر مرگ پر حالت نزع میں ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نصرانی شخص کے گھر پر تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا؟

کَیْفَ حَالُکَ تیرا کیا حال ہے؟ نصرانی شخص عرض کرنے لگا۔ اے حضرت کیا بتاؤں میرا بُرا حال ہے۔ موت سر پر کھڑی ہے کوئی پرسان حال نہیں۔ دوزخ کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ آج عدل کا ترازو قائم ہے مگر میرا دامن نیکی سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن رحیم ہے غفور ہے، مگر میرے پاس کوئی حجت اور دلیل اور عذر نہیں۔ نگاہوں کے سامنے جنت نظر آ رہی ہے مگر جنت کو کھولنے کی کنجی میرے پاس نہیں ہے۔ یہ سارا غم کا واقعہ سن کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ مت گھبراؤ تمہارے پاس جنت کی کنجی آنے والی ہے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر جانے لگے تو نصرانی شخص نے عرض کی اے حضرت آپ تشریف لے جا رہے ہیں اور جنت کی کنجی میرے پاس آ گئی ہے اور کلمہ شریف یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھا اور ہمیشہ کے لئے سو گیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا وہ شخص عرض کرنے لگا کہ کلمہ شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشش دیا اور اعلیٰ جنت میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائی ہے اور اب میں جنت میں ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! کیا شان ہے کلمہ شریف کی اگر ہم غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہو کر کلمہ شریف صبح، شام، سوتے، جاگتے پڑھ لیا کریں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کتنے کرم اور کامیابی کے دروازے کھول دے گا۔ آؤ ہم سب مل کر

ایک مرتبہ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھ لیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب فرماتے ہیں۔

ترا ذکر لب پہ خدا دل کے اندر
یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں

دم واپسی تک تیرے گیت گاؤں
محمد محمد پکارا کروں میں

درود شریف:

عظیم بشارت: پیارے سنی بھائیو! عظیم بشارت اپنے پیارے نبی محبوب داور شافع محشر ساقی کوثر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں سنیے اور کلمہ شریف سے محبت پیدا کیجئے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خلوص دل سے باوضو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بارہ کرامت کے مقامات عطا فرمائے گا۔

۱) موت کے وقت کلمہ شریف زبان پر جاری ہو جائے گا یعنی اسلام کی حالت میں انتقال کرے گا۔
۲) جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔
۳) اس کی قبر روشن ہوگی۔
۴) منکر نکیر اس کے پاس اچھی شکل میں آئیں گے۔
۵) قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔
۶) عمل کے ترازو پر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔
۷) پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
۸) دوزخ کی آگ اس کے جسم پر حرام ہوگی۔
۹) شراب طہور سے نوازا جائے گا۔
۱۰) جنت میں اس کو ستر حوریں ملیں گی۔
۱۱) پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت اس کو نصیب ہوگی۔
۱۲) اللہ تعالیٰ کا دیدار اس کو نصیب ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین)

اے ایمان والو! سبحان اللہ! ماشاء اللہ۔ کیا، کیا برکات اور بہاریں ہیں کلمہ شریف کی کلمہ شریف کے پڑھنے سے دین اور دنیا کی ساری دولتیں اور نعمتیں اور سب کچھ عطا فرما دیئے گئے اس خوش نصیب کو۔ جس نے صدق دل سے کلمہ شریف پڑھا۔

پیارے سنی بھائیو! مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ اب آپ حضرات کے قلب و ذہن میں کلمہ شریف کی برکت و رحمت کی بہاریں آگئی ہوں گی اور کلمہ شریف سے مزید محبت پیدا ہوگئی ہوگی اور اب آپ حضرات کلمہ شریف پڑھنے کی عادت بنالیں گے اور ضرور بنالیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ایک گزارش: اس بے علم و عمل اسیر خواجہ سگ رضا انوار احمد قادری رضوی کی ایک اہم گزارش قبول فرمائیں کہ جب بھی کلمہ شریف پڑھیں تو ساتھ میں درود شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔

یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

سلام اور مصافحہ کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ○ (پ۵،ع۸)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو، بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ (کنزالایمان)

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط (پ۱۸،ع۱۴)

ترجمہ: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اللہ و رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ایمان والوں کو، مومنوں سے سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ بڑی ہی پیاری سنت ہے اور سلام میں بے شمار فوائد اور برکتیں ہیں اور سلام کرنا، ایک دعا بھی ہے، جس سے جان و مال، عزت و آبرو اور مال و دولت کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔

سلام کو عام کرو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (صحیح مسلم،ج:۱،ص:۵۴، ترمذی شریف،ج:۵،ص:۵۲، ابوداؤد شریف،ج:۴،ص:۳۵۰)

یعنی تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لاؤ، اور تم مومن نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس پر تم عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگوگے، وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حضرات! اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آپس میں سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور آپس میں محبت کرنا مومن کے لئے ضروری ہے اور مومن ہی جنت میں جائیں گے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

سب سے بہتر اسلام، سلام ہے: حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام میں سب سے بہتر کون سا عمل ہے؟ تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (صحیح بخاری،ج:۱،ص:۶، صحیح مسلم،ج:۱،ص:۶۵)

یعنی تم کھانا کھلاؤ اور سلام کرو! جس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو۔

حضرات! آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں ثابت ہوا کہ کھانا کھلانا اور سلام کرنا (مومن، مومن کو) اسلام میں بہت ہی بہتر اور اچھا عمل ہے مگر آج کل کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو سلام تو خوب کرتے نظر آتے ہیں لیکن کھانا کھلانا، بزرگوں کی نیاز کرنا، اللہ والوں کا لنگر لٹانا، میلاد شریف، گیارہویں شریف، چھٹی شریف میں کھانا کھلانا تو دور کی بات ہے بلکہ اس کھانے کو ناجائز و بدعت بھی کہتے نظر آتے ہیں۔ اور ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا، سنی مسلمان کبھی میلاد شریف کے نام پر، کبھی اپنے پیارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت کے موقع پر، کبھی گیارہویں شریف میں، کبھی چھٹی شریف میں نیاز و لنگر پکا کر خود کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں اور آپس میں سلام بھی کرتے ہیں اور دونوں باتوں پر عمل کر کے خوب خوب ثواب حاصل کرتے ہیں۔

سلام کا صحیح طریقہ: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ جب پیدا کیا تو یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیوں کہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ. تو انہوں نے جواب دیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ . اور فرشتوں نے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کے الفاظ زیادہ کیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ (حضرت صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق و آداب، ص: ۱۰۳)

حضرات! معلوم ہوا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا یہی صحیح اور سنت طریقہ ہے اور سلام کا جواب اس سے بہتر دینا چاہئے یعنی وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ٥ کہہ دیا تو بہتر ہو گیا جیسا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ٥

کام زیادہ ہوگا تو ثواب بڑھتا جائے گا

آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا..... آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو جواب دیا، وہ بیٹھ گیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے لئے دس..... یعنی دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا..... آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا اس کے لئے بیس پھر تیسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ کہا، اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے تیس..... اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ. آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے چالیس۔ اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں..... یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔ (ترمذی شریف، ابو داؤد شریف، صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق و آداب، ص: ۱۰۸)

پہلے سلام کون کرے: آفتاب نبوت ماہتاب رسالت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ، عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ ٥

(صحیح بخاری، ج: ۵، ص: ۲۲۰۱، صحیح مسلم، ج: ۳، ص: ۱۷۰۳)

یعنی سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

اور حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ چھوٹا، بڑے کو سلام کرے۔

سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ بَدَاَھُمْ بِالسَّلَامِ (ابوداؤد شریف، ج:۳، ص:۴۰۱، بیہقی شعب الایمان، ص:۶، ص:۴۳۳)

حضرات! سلام میں پہل کرنے والا شخص بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے کہ اللہ و رسول جل شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس خوش نصیب کو اپنی بارگاہ میں مقرب و مقبول بنا لیتے ہیں۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کو سلام فرماتے

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔ (صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۶)

حضرات! یہ حدیث شریف بتا رہی ہے کہ صرف بڑوں کو ہی سلام نہیں ہے بلکہ بچوں کو بھی سلام کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

سلام کرنے میں نیت کیا ہو: حضرت صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت آبرو اور مال سب کچھ سلامت اور اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں رہے۔ ان چیزوں کے خلاف نیت کرنا حرام ہے۔ (رد المحتار، بحوالہ اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۸)

صحابہ سلام کرنے کی نیت سے بازار جاتے تھے

خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سلام کرنے کی نیت سے بازار جاتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقعہ ملے گا۔ (اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۰۸)

حضرات! وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، رافضی وغیرہ کو سلام کرنا ہر حال میں ناجائز و حرام ہے اور اگر مسلمان جان کر سلام کیا تو کفر ہے۔

بس اتنا یاد رکھئے کہ جو شخص ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرنا جائز و درست سمجھتا ہے تو ہم اس کو سلام کریں گے اور جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلام کو ناجائز و حرام کہے گا ہم اس کو ہرگز، ہرگز سلام نہیں کریں گے۔

کافر کو سلام نہ کرے، اگر وہ سلام کرے تو جواب دے سکتا ہے

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کافروں کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر جواب میں صرف عَلَیْکُمْ کہے۔

اور اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلمان اور کافر دونوں ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کی نیت کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی کہے۔ (عالمگیری بحوالہ: اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۱۱)

اور لکھتے ہیں کہ کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز، ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (درمختار، بحوالہ: اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۱۱)

نوٹ: سلام کس کو کرے اور کس کو نہ کرے۔ اور سلام کب کرے اور کب نہ کرے، اس کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہے تو حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کتاب اسلامی اخلاق و آداب میں سلام کے آداب و مسائل کا مطالعہ کرے۔

مصافحہ کرنے سے دونوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ، اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَفْتَرِقَا۔

(صحیح بخاری، ج:۵، ص:۳۰۷، ابوداؤد، ج:۳، ص:۳۵۳)

یعنی جب بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ سلام کرنا اور مصافحہ کرنا دونوں عمل سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی خلوص و محبت کے ساتھ سلام و مصافحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سلام میں پہل کرنا، انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے

مولی المومنین حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (بہت) چاہا کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مجلس میں آنے یا جانے کے وقت سلام کروں لیکن (پوری زندگی میں) مجھے یہ موقع نہ ملا جب کبھی میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہلے ہی سلام کر دیتے تھے اور فرماتے ہیں کہ پہلے سلام کرنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ (جامع بیانات)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلام کرنے کا جذبہ: علماء بیان کرتے ہیں کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن پختہ ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلے کہ آج میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہلے سلام کروں گا اور مسجد نبوی شریف کی دیوار سے چھپ کر کھڑے رہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف سے مسجد شریف میں تشریف لائیں گے تو میں آگے بڑھ کر سلام کرلوں گا لیکن جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف سے نکلے اور مسجد میں تشریف لائے، ابھی حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچ ہی رہے تھے کہ میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آگے بڑھ کر سلام کروں کہ اس سے پہلے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار ہو گئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم غلاموں کو بھی کبھی سلام کا موقع عطا فرما دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سلام کرنا نیک کام ہے اگر نیکی کرنے میں، میں نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے رہوں گا تو میری امت کا کیا حال ہوگا۔

اللہ اکبر! سلام میں پہل کرنا کتنی عظیم نیکی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہل کرنا چاہتے ہیں لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سلام کرنے میں پہل فرماتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنے کا جذبہ رکھنا، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولی المومنین حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور پہلے سلام کرنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی سلام میں پہل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب بھی سلام میں پہل فرماتے ہیں

مشہور عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اب بھی کوئی عاشق، جب مواجہ اقدس میں سنہری جالیوں کے سامنے۔ مزار انور پر حاضر ہوتا ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غلام کے سلام کرنے سے پہلے اس کو سلام کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

حضرات! اب بھی، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیض و کرم جاری ہے جیسا کہ پہلے ظاہری حیات میں جاری تھا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

سلام کرنے والے کو، ۹۰ نیکیاں ملتی ہیں

عالم ربانی حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو پہلے سلام کرنے والے کو، ۹۰ نیکیاں ملتی ہیں اور سلام کا جواب دینے والے کو، ۱۰ نیکی ملتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرات! سلام میں پہل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ، ۹۰ نیکی عطا فرماتا ہے اور سلام کا جواب دینے والے کو صرف، ۱۰ نیکی نصیب کرتا ہے۔

تو خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو آگے بڑھ کر سلام کرتا ہے اور ۹۰ نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔

تین دن تک بات، چیت بند کر دینا، ناجائز ہے

مصطفیٰ جان رحمت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے

بھائی سے تین دن تک ملاقات نہ کرے اور بات چیت بند رکھے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری شریف)

حضرات! صحیح بخاری شریف کی اس حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے، ایک بھائی کا دوسرے بھائی سے، شوہر کا بیوی سے، بیوی کا شوہر سے، دوست کا دوست سے تین دن سے زیادہ بات چیت بند کر کے رکھنا اور آپس میں ملاقات نہ کرنا، ناجائز و حرام ہے۔ اور ان دونوں میں اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بہتر اور نیک وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

سلام کرنا گھر والوں کے لئے رحمت و برکت کا ذریعہ ہے

آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: يَا بُنَيَّ، إِذَا دَخَلْتَ عَلَىٰ أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِكَ (ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۹)

یعنی اے میرے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر، تا کہ تیرے اور گھر والوں کے لئے رحمت ہو۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا، گھر والوں میں اور گھر میں رحمت و برکت کا ذریعہ ہے۔

گھر میں داخل ہو، تو سلام کرو

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلَىٰ أَهْلِهِ وَإِذَا خَرَجْتُمْ فَأَوْدِعُوْا أَهْلَهُ بِسَلَامٍ (بیہقی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۹)

یعنی جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب گھر سے باہر نکلو تو گھر والوں کو سلام کرو۔

مومن کے گھر میں روح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے

مشہور محدث، حضرت علامہ ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

جب گھر میں داخل ہوتو گھر والوں کو سلام کیا کرو، سلام کرنے سے گھر میں برکت ہوتی ہے اور اگر (گھر میں کوئی نہ ہو) گھر خالی ہوتو (اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تصور کرکے) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ دیا کریں (یعنی یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کو سلام ہو) اور حضرت ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن کے گھر میں آقا کریم، محبوب خدا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔ (شرح شفاء)

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

حضرات! اس حدیث شریف سے، مشہور محدث کے بیان سے سورج کی روشنی سے زیادہ روشن اور ظاہر ہو گیا کہ ہر مومن کے گھر میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح مبارکہ جلوہ فرما رہتی ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم غلاموں کے گھروں میں نور کی خیرات اور رحم وکرم کی بھیک دینے اپنے غلاموں کے گھروں میں تشریف لاتے ہیں۔

مگر! مخالف نہیں مانے گا اور کہے گا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک ہیں اور مومن لاکھوں کروڑوں ہیں تو ایک جان کہاں کہاں جاسکتی ہے تو ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت شاہ مینا کا جلوہ ہر پتے پر

علماء بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے ولی حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر لکھنؤ میں رہتے تھے اور ایک عالم آپ کی ذات سے فیض حاصل کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک انگریز افسر اپنے چند پولس والوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس عیسائی حاکم نے قطب شہر حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لے کر پوچھنے لگا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا یہ ہے کہ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرنے والے کی قبر میں آتے ہیں: کیا یہ صحیح ہے؟ تو حضرت نے فرمایا بالکل صحیح و درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ طاقت عطا کی ہے کہ وہ ہر مرنے والے کی قبر میں تشریف لاتے ہیں۔ انگریز حاکم عیسائی افسر کو غصہ آ گیا اور تیور بدلتے ہوئے کہنے لگا کہ مسلمان اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے جھوٹی محبت رکھتے ہیں۔ قطب وقت اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آ گئے اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت کیا بج رہا ہے تو اس انگریز نے جواب دیا، دن کے بارہ بجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا کہ یہ جو سامنے پیپل کا

درخت نظر آرہا ہے اس کے پتوں کو غور سے دیکھ۔ جب انگریز افسر نے درخت کے پتوں کو بغور دیکھا تو حیرت میں پڑ گیا کہ حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے بیٹھے ہیں اور ہر پتے پر بیٹھے نظر آرہے ہیں۔ تو حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ تو میرے سامنے بھی بیٹھے ہیں اور ہر پتے پر بیٹھے نظر آرہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا: نادان؟ جب ایک امتی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا:

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا۔
اس پار کا جب یہ عالم ہے تو اس پار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

بیٹے کے سلام سے باپ، عذاب سے بچا

بزرگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص بڑا ہی گنہگار اور بدکار تھا لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ گھر سے نکلتا تھا تو گھر والوں کو، اپنے بچوں کو سلام کرتا تھا ایک دن گھر سے نکلا، تجارت کی غرض سے باہر جارہا تھا جب اس نے اپنے چھوٹے سے بچے کو سلام کیا تو بچے نے اپنی توتلی زبان سے وعلیکم السلام کہا اور اپنے باپ کے سلام کا جواب دیا۔ باپ سفر کو چلا گیا راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا تو وہ شخص دیکھتا ہے کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ تشریف لے آئے اور ڈاکو ان کو دیکھ کر بھاگ گئے تو اس شخص نے اس بزرگ سے پوچھا کہ حضرت آپ کون ہیں؟ اور آپ اس مصیبت کے وقت کام آئے، اگر آپ نہ آتے تو ڈاکو مجھ کو ہلاک کر دیتے۔ تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جلدی جاؤ اور میرے بندے کو ڈاکوؤں سے بچاؤ اس لئے کہ جب یہ شخص گھر سے نکلا تھا تو اس نے اپنے چھوٹے سے بچے کو سلام کیا تھا۔ تو اس بچے نے بھی اپنے باپ کو سلام کا جواب دیا تھا۔ اور وعلیکم السلام کہا تھا۔ تو میری غیرت کو گوارا نہیں کہ جس کا چھوٹا سا بچہ اپنے باپ کو میری سلامتی میں دیکر بھیجے اور اس پر کوئی عذاب ومصیبت آئے تو میں نے بیٹے کے سلام کی برکت سے اس کے باپ کو ہر عذاب اور مصیبت سے محفوظ کر دیا ہے۔

گویا: چھوٹے سے بچے کے سلام نے باپ کو لٹنے اور قتل وغارت ہونے سے بچالیا۔ یہ ہے سلام کرنے کی برکت

حضرات! جب بیٹے کے سلام کی یہ برکت ہے تو اگر ہم صبح وشام اپنے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

پر درود و سلام پڑھتے رہیں گے تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود و سلام کی برکت کا کیا عالم ہوگا۔ اور جب بیٹے کے سلام نے باپ کی جان بچالی تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام کی برکت سے جان بھی محفوظ رہے گی اور ایمان بھی سلامت رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

تبرکات کی تعظیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ج (پ ۱۳، ر ۴)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! اعلیٰ نسبت سے ادنیٰ اور بے برکت شی اعلیٰ اور برکت والی ہو جایا کرتی ہے۔ اور شی جس قدر اعلیٰ اور برکت والی ہوگی، اس کی نسبت و برکت بھی اسی قدر اعلیٰ ہوگی۔ مثال کے طور پر یہ ایک کپڑا ہے اور بڑا ہی قیمتی ہے مگر اس کپڑے کو کوئی بھی اپنی آنکھوں اور سینے سے نہیں لگاتا اور نہ چومتا ہے اور نہ ہی اپنے سر پر رکھتا ہے۔ اور ایک کپڑا وہ بھی ہے جسے جزدان بنا کر اللہ کی کتاب قرآن مجید پر چڑھایا گیا اور غلاف بنا کر اللہ کے گھر کعبہ پر ڈالا گیا جس کو ہر مومن آنکھوں اور سینوں سے لگاتا اور چومتا ہے اور وہ لوگ بھی چومتے نظر آتے ہیں جن کے مذہب میں چومنا، بوسہ دینا بدعت و شرک ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

معلوم ہوا کہ کلام اللہ، قرآن مجید اور بیت اللہ کعبہ معظمہ کی نسبت کی وجہ سے کپڑے کا جزدان اور غلاف کعبہ چوما جاتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہم کپڑا نہیں چوم رہے ہیں بلکہ کتاب اللہ اور بیت اللہ کی تعظیم کر رہے ہیں اور اس کی نسبت کو چوم رہے ہیں۔

اب اس مختصری تمہید کے بعد میں آپ کو بتانا اور سمجھانا چاہوں گا کہ ہم سنی مسلمان کپڑا اور چادر نہیں چومتے ہیں بلکہ کپڑا اور چادر کی شکل میں نسبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسبت اولیاء اللہ کو چومتے ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اے ایمان والو! حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں اس قدر روئے کہ آپکی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی اور آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قیص بھیجی کہ لے جاؤ اور میرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قیص کو ان کی آنکھوں پر ڈالا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج (پ ۱۳ رکوع ۴)

اے ایمان والو! جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قیص کی برکت کا یہ عالم ہے تو ہمارے آقا کریم جو یوسف علیہ السلام کے بھی نبی ہیں، ان کی قیص مبارک کی برکت کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اے ایمان والو! قرآن کریم میں ایک صندوق کا ذکر کیا ہے جس کو تابوت سکینہ بھی کہتے ہیں، جو شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جس کی لمبائی تین ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس صندوق کو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور یہ صندوق ایک دوسرے کے پاس سے منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے پاس رہا، اس وقت اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا مبارک اور چند ٹکڑے الواح کے تھے۔ بنی اسرائیل اس صندوق کا ادب کرتے اور اس کو آگے رکھتے تو جنگ میں فتح پاتے اور اس کی برکت سے ان کی دعائیں قبول ہوتیں اور حاجتیں پوری ہوتی تھیں۔

لیکن! جب بنی اسرائیل کے حالات خراب ہو گئے اور ان میں بد عملی پیدا ہو گئی تو بنی اسرائیل سے یہ برکت والی صندوق چھین لی گئی اور پھر اس صندوق کی بے ادبی اور بے حرمتی کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان بے ادبوں کو طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا کر دیا اور ان کی پانچ بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ (ملخصا تفسیر خازن مدارک خزائن العرفان)

حضرات! کلام الٰہی سے یہ بات ظاہر اور ثابت ہوئی کہ اللہ والوں کے کپڑے اور تبرکات میں بہت برکتیں ہوتی ہیں اور ادب کرنے والا مالا مال اور نہال کر دیا جاتا ہے۔ اور بے ادب بیماریوں، اور بلاؤں میں گھر کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر لیتا ہے۔ الامان والحفیظ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ (پ۲، ع۱۶)

ترجمہ: نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنز الایمان)

آقا کریم کے وضو کے پانی میں برکت

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث شریف سنئے اور آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم و ادب کر کے صحابۂ کرام کی سنت و عادت پر عمل کر کے بے شمار برکات و حسنات کمائیے۔

حدیث شریف: قریش مکہ میں عروہ بن مسعود کو! جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

عروہ بن مسعود کو مدینہ طیبہ بھیجا، وہ آئے اور حالات دیکھ کر واپس ہوئے اور جا کر قریش کو بتایا کہ۔

اے قوم! خدا کی قسم بے شک میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں، خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں اور رینٹھ کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے منہ

اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔

وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۳۷۹)

اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو انکے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گر پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کے پانی کی بڑی قدر و منزلت تھی، کیونکہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ یہ پانی جسم رحمت سے لگ کر بہت ہی برکت و نور والا ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ پروانوں کی طرح ان پر نثار ہوتے اور ان کے حصول کی بہت کوشش کرتے اور یہ سب کچھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود ان کو مشاہدہ فرماتے تھے مگر کبھی منع نہیں فرمایا بلکہ ان کے جذبات محبت کا احترام فرماتے۔

لہٰذا! سنیو! اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف، پیرہن شریف، نعلین شریف اور تمام تبرکات کی خوب خوب قدر و عزت کر کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے غلام بن جاؤ اور رحمت و برکت سے اپنے دامن کو بھر لو۔

آقا کریم کے وضو کا پانی اور حضرت بلال

حدیث شریف: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت) بلال کو دیکھا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے، جس کو اس میں سے کچھ ملتا وہ اس پانی کو اپنے منہ پر ملتا۔

وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۴۷)

اور جس کو کچھ (پانی) نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں کی تری لے کر مل لیتا۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۴۷)

حضرات! غور کیجئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عشق و محبت کا عالم کیا تھا۔ وہ لوگ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کے پانی کو لینے کے لئے جب دوڑتے رہے ہوں گے تو دیکھنے والا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا رہا ہوگا کہ جب جسم اقدس سے لگنے والے پانی کی قدر و منزلت کا جب یہ عالم ہے تو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اور عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف

آقا کریم کے دست اقدس کی برکت سے پانی میں شفا

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوتے تو مدینہ طیبہ کے بچے اپنے اپنے برتن جس میں پانی ہوتا، لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آپ ہر ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔

فَرُبَّمَا جَاءَهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۵۶، ۱۸۱۲، بیہقی شعب الایمان، ج ۲، ص ۱۵۴)

یعنی بعض وقت سردی ہوتی جب بھی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست اقدس پانی میں ڈبو دیتے۔

حضرات! وہ بچے اس پانی کو لے کر اپنے گھر جاتے اور وہ پانی تبرک سمجھ کر پیا جاتا۔ لہٰذا وہابی، دیوبندی کے فریب سے بچتے رہئے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سنت پر چلتے رہئے ان شاء اللہ تعالیٰ ٹھکانا جنت ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

دست نور سے پانی میں نورانیت

حدیث شریف: ام المومنین حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، اس وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرہ پر پانی چھڑکا۔

فَلَمْ يَزَلْ مَاءُ الشَّبَابِ فِي وَجْهِهَا حَتّٰى كَبُرَتْ وَعَجَزَتْ (الاستیعاب، ص: ۷۵۶)

تو ان کا چہرہ ایسا پرنور اور خوشنما ہوگیا کہ بڑھاپے میں بھی جوانی کی رونق ان کے چہرہ سے زائل نہ ہوئی۔

حضور کے پیرہن مبارک کی برکت

حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جبہ شریف تھا۔

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يَسْتَشْفِيْ بِهَا

(مسلم، ج:۲، ص:۱۹۰، مسند احمد، ج:۶، ص:۳۴۷)

وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہنا کرتے تھے، ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

آقا کریم نے قبر کو جنت کا ٹکڑا بنا دیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت اسد (حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ) کا انتقال ہوا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور ان کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمایا۔

يَرْحَمُكِ اللّٰهُ فَاِنَّكِ كُنْتِ اُمِّيْ بَعْدَ اُمِّيْ تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنِيْ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۱۲۱)

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے بے شک تم میری ماں کے بعد میری ماں تھیں، تم خود بھوکی رہتیں اور مجھے پیٹ بھر کھلاتیں۔

پھر! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور غسل کے بعد اپنے قمیص مبارک میں کفن دیا۔ پھر! اسامہ بن زید ابو ایوب انصاری، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایک حبشی غلام کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا پھر آپ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر تشریف لائے اور قبر کو کشادہ اور ہموار کرایا اور پھر خود قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اے اللہ تعالیٰ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کو اس کی قبر کا معاملہ آسان کر دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے۔

بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۱۲۱)

یعنی اپنے نبی (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے طفیل اور ان نبیوں کے طفیل جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں بے شک تو سب سے بڑا مہربان ہے۔

پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِيْ لِتُكْسٰى مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا لِيُهَوِّنَ عَلَيْهَاO (الاستیعاب، ج۳، ص۳۷۷)

یعنی میں نے اپنا قمیص اس لئے پہنایا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو (یعنی میری ماں کو) جنت کا حلہ پہنائے اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ اس پر نرمی و آسانی ہو اور اس کو عزت و سکون حاصل ہو۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس خاتون کے ساتھ جو سلوک کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ کسی اور کے ساتھ کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

يَا عُمَرُ اِنَّ هٰذِهِ الْمَرْءَةَ كَانَتْ اُمِّيْ اَلَّتِيْ وَلَدَتْنِيْ O یعنی اے عمر یہ خاتون میری حقیقی ماں کی طرح تھی۔

اور فرمایا! کہ ابو طالب ہمیشہ احسان پرورش جتاتے اور یہ اس کو تہذیب اور شائستگی سکھاتی۔

پھر فرمایا! بے شک مجھے جبرئیل علیہ السلام نے میرے رب عزوجل کی جانب سے خبر دی ہے کہ یہ خاتون جنتی ہے

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهَا (المستدرک للحاکم، ج۳، ص۱۰۸)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود قبر میں لیٹے تاکہ میرے جسم کی برکت سے قبر جنت کا باغ بن جائے اور میری ماں فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر میں آتے ہی جنت کے باغ میں پہنچ جائے اور میں نے اپنا قمیص ان کو اس لئے پہنایا تاکہ میرے پہنے ہوئے کپڑے کی برکت سے قبر کے معاملات آسان ہو جائیں اور اس کے بدلے میں جنت کا لباس نصیب ہو جائے۔

حضور کی چادر نور کی برکت

حدیث شریف: حضرت مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک جنازہ میں شرکت فرما کر واپس لوٹے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگیں۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم کیا دیکھتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبرستان سے تشریف لا رہے تھے تو آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور تعجب ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کپڑے بھیگے نہیں۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم نے سر پر کیا اوڑھ رکھا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک چادر۔

تو فرمایا اے عائشہ! اس چادر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے اور وہ رحمت کی بارش جو مجھ پر ہمیشہ برستی رہتی ہے اس کو تم نے دیکھ لیا۔ (مثنوی شریف دفتر اول)

حضرات! ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے لگنے والی چادر شریف کی برکت و نورانیت کا یہ عالم ہے کہ ہماری مقدس ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوڑھ لی تو آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے اور غیب کی بات ظاہر ہو گئی اور رحمت کی نورانی بارش کو دیکھ لیا۔

حضرات! غور کیجئے کہ جب ملبوسات، پہنے ہوئے کپڑوں میں یہ برکت ہے کہ جو اوڑھ لے اس پر غیب ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی نگاہوں سے پردہ اٹھ جاتا ہے تو خود محبوب خدا احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہوں کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور فرمایا

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیالے کی برکت

حدیث شریف: حضرت امام ابن مامون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پیالہ تھا۔

فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيْهَا الْمَاءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا (شفا شریف)

ہم اس میں پانی ڈال کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی۔

حدیث شریف: حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لیا تھا۔

مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے، پیالے میں آب زمزم بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ کنز العمال)

اے ایمان والو! مراد مصطفیٰ، امیر المومنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں بہت ہی سخت تھے۔ اگر تبرکات سے برکت حاصل کرنا درست نہ ہوتا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیالے میں پانی پیا اور اپنے چہرے پر ملنا یہ فعل ہرگز نہ کرتے۔

تو معلوم ہوا کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کپڑے سے، پیالے سے، موئے مبارک سے اور تمام تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نیکوں کی سنت و عادت ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:۔

حدیث شریف: حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عریض و عمدہ پیالہ دیکھا جو چوب نضار کا بنا ہوا تھا اور اس پر لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس چیز کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بنایا ہو اس کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے۔

یہ سنکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ویسے رہنے دیا اور فرمایا:

لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْقَدَحِ اَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَ كَذَا (بخاری شریف)

بے شک، یقیناً میں نے اس پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بارہا پانی پلایا ہے۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی بھی پیا ہے۔ (شرح مناوی)

عصاء مبارک کی برکت

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو خالد بن سفیان بن بلیغ ہزلی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ میں جب اس کو قتل کر کے واپس بارگاہ کرم میں حاضر ہوا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو اپنا عصاء مبارک عطا فرما کر ارشاد فرمایا:

تَحَضَّرْ بِهٰذِهٖ فِي الْجَنَّةِ یعنی اس عصاء کے ساتھ جنت میں چلے جانا۔

وہ عصاء مبارک حضرت عبداللہ ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس عصاء شریف کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب، بیہقی، حیاۃ الحیوان)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو مجھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور انہوں نے فرمایا:

اِنْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ فَاَسْقِيَكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۶۷، بیہقی سنن کبریٰ، ج:۵، ص:۳۳۹)

میرے ساتھ گھر چلئے میں آپ کو اس پیالے میں پلاؤں گا جس میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا ہے۔

اے ایمان والو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ایمان و عقیدہ ملاحظہ فرمائیے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لب مبارک وہ منہ شریف جس کی ہر بات وحی الٰہی ہوا کرتی تھی۔

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لب پاک، منہ مبارک جس برتن اور پیالے سے مس ہوگیا، لگ گیا، تو حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک وہ برتن اور پیالہ بڑا برکت والا ہوگیا، صحابۂ کرام ایسے برتنوں اور پیالوں کو بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور دوسروں کو اس پیالے سے تبرک سمجھ کر پانی پلاتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تبرک سمجھ کر پانی پیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے ظاہر اور ثابت ہوا مگر مومن کو سمجھانے اور بتانے کے لئے ایک حدیث شریف ہی کافی وشافی ہے مگر منافق کے لئے پورا دفتر بے کار ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

نبی کے عصاء کے ساتھ دفن کیا گیا

حدیث شریف: سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عصاء مبارک تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق وہ عصاء شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ (بیہقی)

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنے کو بدعت و ناجائز سمجھتے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرہن شریف، پیالہ مبارک اور عصاء شریف کو اپنے پاس محفوظ نہیں رکھتے اور یہ وصیت نہیں کرتے کہ میرے وصال کے بعد عصا مبارک کو میری قبر میں رکھ دیا جائے جیسا کہ حضرت کی قبر میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عصا مبارک رکھا گیا۔

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا سنیوں، بریلویوں ہی کا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ نورانی افعال حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت وسنت ہیں۔

عصاء مبارک کی بے ادبی سے کینسر ہوگیا

حدیث شریف: (ایک بے ادب) ججاہا غفاری نے ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عصاء مبارک! جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں تھا، ان کے ہاتھ

سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑنے کی (ناپاک) کوشش کی تو لوگوں نے شور مچا کر اسے روک دیا مگر پھر بھی اس نے توڑ ڈالا (تو اس کو کیسی سزا ملی ملاحظہ فرمایئے) فَاَخَذَتْہُ الْاٰکِلَۃُ فِیْ رُکْبَتِہٖ فَقَطَعَھَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ (شفاء شریف، ج ۲، ص ۲۲۸)

یعنی اس کے گھٹنے پر پھوڑا نکلا جو ناسور بن گیا۔ (یعنی کینسر) جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی اور ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔

اے ایمان والو! یاد رکھئے کہ بے ادبی کرنے والے کی تباہی و بربادی ضرور ہوتی ہے جیسا کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عصاء مبارک کی بے ادبی کرنے والا شخص جس پیر پر عصاء مبارک رکھ کر توڑا تھا اس پیر میں کینسر کا مرض ہو گیا اور وہ پیر کاٹا گیا۔

باادب بانصیب۔ بے ادب کم نصیب

نعلین شریف کا ادب

امام اہل سنت مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طَبَقَۃً فَطَبَقَۃً شَرْقًا، غَرْبًا، عَجَمًا، عُرْبًا، علمائے دین اور ائمہ معتمدین نعل مطہر، حضور سید البشر، افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے، کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے، اور انہیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے، اور دفع امراض اور حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے، اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے۔

علامہ ابوالیمن ابن عساکر، اور شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب سے مستقل کتابیں تصنیف کیں، اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی خیر النعال، اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔ اور بھی دس بزرگوں کے اسما کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر کئے ہیں کہ ان سب (بزرگوں) نے نعلین شریف کو بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب اللدنیہ، امام علامہ احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور۔ (تبرکات کے آداب وفضائل، ص ۳۶)

نعلین شریف کے فوائد و برکات

امام اہلسنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ۔

علما فرماتے ہیں: جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو (۱) ظلم ظالمین، شر شیاطین اور چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے (۲) عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو (۳) جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو (۴) زیارت روضۂ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو۔ (۵) جس لشکر میں ہو نہ بھاگے (۶) جس قافلے میں ہو نہ لٹے (۷) جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے (۸) جس مال میں ہو نہ چرے (۹) جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ (۱۰) جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔ (۱۱) موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں، مصیبتوں میں اس سے توسل کرکے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔ (امام احمد رضا، تبرکات کے آداب و فضائل، ص:۳۲)

حضرات! آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نعلین شریفین کے فیوض و برکات بے شمار ہیں اور جس قدر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گنائے ہیں اگر ہم اسی کو دل میں رکھ لیں اور نعلین شریفین کا ادب و احترام ملحوظ رکھیں تو یقیناً ہم کامیاب ہوں گے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

درود شریف:

دست پاک کی نسبت کا ادب: حدیث شریف: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک گچھا تھا، جب وہ بیٹھتے اور اس کو چھوڑ دیتے تو وہ (بال کا گچھا) زمین سے جا لگتا، انہیں کہا گیا کہ تم ان کو منڈوا کیوں نہیں دیتے تو فرمایا۔

لَمْ اَكُنْ بِالَّذِيْ اَحْلِقُهَا وَمَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ (شفا شریف، ج:۲، ص:۴۳)

میں انہیں ہرگز نہیں منڈواؤں گا کیوں کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے۔

جسم مبارک کی نسبت کی تعظیم

حدیث شریف: حضرت ابن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹتے اور لیٹتے۔ ان سے سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس جگہ پر محبوب خدا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (وفاء الوفاء، ص......)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى وَجْهِهٖ (شفاء شریف، ج ۲، ص ۴۴)
منبر اقدس پر جو جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی وہاں اپنے ہاتھوں کو ملتے پھر اپنے منہ پر پھیر لیتے

منبر شریف کا ادب صدیق و عمر نے کیا

حدیث شریف: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منبر شریف کے تین درجے تھے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تھے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بلحاظ ادب اوپر کے درجہ پر نہ بیٹھے بلکہ درمیانی درجہ پر بیٹھے اور پاؤں سب کے نیچے کے درجہ پر رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو اوپر کی دونوں سیڑھیوں کو چھوڑ دیا اور سب سے نیچے کے درجہ پر بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھتے۔ اس طرح مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ کا ادب و احترام کیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے۔ آپ نیچے کے تینوں درجوں کو چھوڑ کر اوپر کے بڑھائے ہوئے چوتھے درجہ پر کھڑے ہوئے۔ (کشف الغمہ، ص......، وفاء الوفاء، ص......)

اے ایمان والو! محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ ہیں محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور انہوں نے اس جگہ کا ادب ملحوظ رکھا جس جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درجے پر نہ بیٹھے جس درجے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

بیٹھا کرتے تھے اور اس درجہ پر بھی نہ بیٹھے جس درجے پر محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھا کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جگہ پر بیٹھے اور نہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور نہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھے بلکہ چوتھی سیڑھی سب سے اوپر قائم کیا اور پھر اس پر بیٹھے۔ گویا ان حضرات نے امت کو بہت ہی بہترین سبق سکھایا کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلاموں، نیکوں کا بھی ادب کرتے ہیں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور نیکوں کا ادب و تعظیم کرنا بدعت و ناجائز نہیں بلکہ صحابۂ کرام و خلفائے راشدین کی عادت و سنت ہے۔

کیا ہی خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، محب صحابہ اور غلام اہل بیت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرات! اسلامی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تابعین نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد والوں نے اپنے بڑوں اور نیکوں کے ہاتھ اور پاؤں چومے ہیں اور برکتیں حاصل کی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ کو بوسہ دیا

حدیث شریف: مسلمانوں کی ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ فَاَخَذَتْ بِیَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا تو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اس کو چوم لیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں اور جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ وَاَخَذَ بِیَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے ۔ (امام ترمذی ...

ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۱۸، مشکوۃ شریف، ص ۴۰۲، ... ص ۳۱، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۵۴۲)

اے ایمان والو! جنتی عورتوں کی سردار، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امی جان، محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کھڑے ہوکر تعظیم کی اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہوکر بیٹی کے ساتھ اظہار محبت فرمایا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

حضرات! حدیث شریف سے روشن ہے کہ نبی دو عالم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ناجائز و بدعت نہیں ہے بلکہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے۔

آقا کریم کا دست کرم صحابہ نے چوما

حدیث شریف: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ۔

فَقَبَّلْنَا يَدَهُ ۔ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص ۱۴۳، ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۱۸)

حدیث شریف: صحابی رسول حضرت اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے حَتّٰى اَخَذَ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهَا یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ۔ اِنَّ فِيْكَ لَخُلُقَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ یعنی تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند ہیں۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص ۸۶، مطبوعہ مصر)

حدیث شریف: حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم نے اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کی ۔ فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ ۔ یعنی ہم نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۱۸، مشکوۃ شریف، ص ۴۰۲)

حدیث شریف: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۱ ربیع الاول شریف کو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لشکر کے ساتھ رخصتی کی اجازت کی غرض سے حاضر ہوئے ۔ اور آقا کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور اپنے سر کو جھکا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کا بوسہ لیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۴۸۶)

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو چومتے بھی تھے۔

آقا کریم کے غسل کے پانی کی برکت

ہمارے حضور! سراپا نور، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غسل دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف شریف کے گوشہ میں کچھ پانی جمع ہو گیا تھا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوس لیا اور پی گئے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پانی کی برکت سے میرا سینہ علم و آگہی کا خزینہ اور میرا حافظہ بہت مضبوط ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۴۵)

نیکوں کے ہاتھ اور پاؤں کو برکت کے لیۓ چومنا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَيِ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ۔
یعنی میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص:۱۴۴، تنویر القلوب، ص:۴۰۰)

۲) عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ
ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراد مصطفیٰ، امیر المؤمنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بوسہ دیا۔ (کیمیائے سعادت فارسی ص:۱۹۴، عوارف المعارف ۱۶۰)

۳) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بوسہ لیا۔
(تاریخ بغداد، ج:۹، ص:۹۴)

۴) عاشق رسول حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قمطراز ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آل رسول محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پاؤں چوما۔ (شواہد النبوۃ، ص:۱۸۱)

۵) صاحب صحیح مسلم شریف امام و محدث حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برکت کے حصول کے لئے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر عرض کیا کہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے پاؤں کا بوسہ لوں۔ (ابن خلدون،التمہید ج ۱ص ۳۳)

حضور غوث پاک کے دست پاک کو اولیاء نے چوما

ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر اعظم شیخ عبد القادر جیلانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک شخص جو نحیف البدن، بہت ہی کمزور، متغیر رنگ تھا ملا۔ اس نے میرا نام لے کر مجھے سلام کیا اور قریب آنے کو کہا۔ جب میں اس کمزور کے پاس پہونچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کے لئے کہا اور میں نے اس کمزور کو سہارا دیکر کھڑا کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس (بیمار) کا جسم صحت مند ہونے لگا اور اس کی شکل و صورت میں تر و تازگی نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر حیران ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگا انا الدین۔ میں دین اسلام ہوں۔ کُنْتُ فَلَعِنْتُ وَ دَثَرْتُ فَاحْیَانِی اللّٰہُ تَعَالٰی بِکَ بَعْدَ مَوْتِیْ یعنی میں قریب المرگ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے پھر سے زندہ کیا۔ پھر میں وہاں سے بغداد کی جامع مسجد میں آیا تو ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور میرے جوتے کو پکڑ لیا اور مجھے یَا سَیِّدِیْ مُحْیُ الدِّیْنِ کہہ کر پکارا۔ پھر جب میں نماز پڑھنے لگا تو چاروں جانب سے لوگ آ کر یُقَبِّلُوْنَ یَدِیْ میرے ہاتھ کو چومنے لگے اور یَا مُحْیُ الدِّیْنِ کہہ کر پکارنے لگے۔ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۵، قلائد الجواہر ص ۲۰، نفحات الانس ص ۲۶۰)

بادشاہوں نے حضور غوث پاک کے ہاتھ کو چوما

بادشاہ وقت اور امراء، وزراء، پیران پیر، دستگیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تھے، اگر آپ حجرہ شریف میں تشریف فرما ہوتے تو اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے، جب وہ حجرہ میں بیٹھ جاتے تو پھر دولت خانہ سے باہر تشریف لے جاتے تا کہ ان کے لئے آپ کو اٹھنا نہ پڑے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے گفتگو نہایت بے باکی سے فرماتے اور واضح الفاظ میں ان کو وعظ و نصیحت فرماتے تو وہ لوگ آپ کے سامنے عجز و انکساری سے بیٹھتے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۸۶، قلائد الجواہر ص ۱۹، سفینۃ الاولیاء ص ۶۳)

اقطاب وابدال کی جماعت نے حضور غوث پاک کے ہاتھ کو چوما

علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب قلائد الجواہر شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالحسن علی بن طایب الیقواس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا اور سب لوگ اپنی مشکلات کی آسانی کے لئے دعا کرانے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔

سب نے محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور اپنی اپنی مشکلات کے حل کے لئے دعا کی درخواست کی اور ہم سب آگے بڑھے۔

وَقَبَّلْنَا يَدَيْهِ وَانْهَرَ الْجَمَاعَتُ اِلٰى تَقْبِيْلِ يَدَيْهِ بِاَجْمَعِهِمْ۔ یعنی ہم سب لوگوں نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور چاروں طرف سے لوگ آپ کی دست بوسی کے لئے آرہے تھے۔ (قلائد الجواہر، ص: ۳۲، مطبوعہ مصر)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ قطب وولی بھی ہمارے پیر اعظم، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے اور مشکلات کے حل کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اس طرح دعا لیکر برکت حاصل کرتے تھے اور تعظیما دست غوثیت کو چوم کر بھی برکت ورحمت حاصل کیا کرتے تھے۔

بے ادب بد نصیب کو خدا ہی جانے
با ادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

خواجہ عثمان ہارونی کے پاؤں کو خواجہ غریب نواز نے چوما

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی، سنجری، ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب میں اپنے شیخ، شیخ الاعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو اپنے شیخ کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دیا۔ (انیس الارواح، ص: ۲)

حضرت خواجہ غریب نواز کے پاؤں کو خواجہ قطب الدین نے چوما

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ، ہم غریبوں کے غمگسار، بے کسوں کے حامی ومددگار خواجہ معین الدین حسن چشتی

اجمیری، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: روز پنجشنبہ مسجد جامع اجمیر دولت پابوس حاصل شد۔ یعنی جمعرات کے روز جامع مسجد اجمیر شریف میں میرے شیخ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک کو چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ (اخبار الاخیار فارسی ص: ۳۲۔ دلیل العارفین مجلس ۹)

بابا فرید نے خواجہ قطب الدین کے ہاتھ کو چوما

حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست کرم کو بوسہ دیا۔ (اسرار الاولیاء فارسی ص: ۸۰)

اے ایمان والو! روز روشن سے زیادہ ظاہر و ثابت ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ و پاؤں کو چومنا بدعت نہیں ، بلکہ سنت ہے۔

خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بیٹی سے اپنی محبت کا اظہار کیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ادب کے طور پر کھڑی ہوئیں اور تعظیماً دست اقدس کا بوسہ دیا اور یہ بتا دیا کہ میں صرف جنتی ہی نہیں ہوں بلکہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوں اور میری عادت و سنت یہ ہے کہ میں نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے تعظیماً کھڑی ہوتی ہوں اور دست اقدس کو چومتی بھی ہوں۔

اسی طرح! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے کھڑے ہو کر تعظیم کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ بھی دیا۔

اور اسی طرح! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بزرگ و نیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم و عزت کی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

اور اسی طرح! تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے سے بزرگ و نیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم کی اور ان کے ہاتھ کو چوما۔

اور اسی طرح! ایک محدث نے دوسرے محدث، جیسے حضرت امام و محدث مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو چوما۔

اور اسی طرح! ایک امام نے دوسرے امام، جیسے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کی قبر پر جا کر فیوض و برکات حاصل کئے۔

اور اسی طرح! بڑے بڑے اولیاء کرام نے ہمارے پیر اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما۔

اور اسی طرح! ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کے قدموں کا بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ، ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

اور اسی طرح! مجدد مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام سادات کرام کی تعظیم و توقیر فرمائی اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! مفتی اعظم! علی الاطلاق مجدد ابن مجدد الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سادات کی عزت کی اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! ہمارے شیخ ولی کامل، عالم ربانی حضرت مولانا، مفتی الشاہ بدر الدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم نے خود دیکھا کہ آل رسول اور بزرگوں کی خوب عزت کرتے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ (انوار احمد قادری رضوی)

تو معلوم ہوا کہ بڑوں کی عزت و ادب کے لئے کھڑا ہونا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چومنا، خرافات و بدعت نہیں بلکہ نیک کام اور سنت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نیک و بزرگ کی عزت و تکریم کرنا جنتی کا کام ہے، جہنمی کو ان نیک کاموں سے کیا غرض؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کیوں چومے جاتے ہیں؟

سلسلہ چشتیہ کے عظیم الشان بزرگ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے مرید حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مشائخ و درویشاں کہ دست بوسیدن می دہند نیت ایشاں ایں است کہ گردد، دریں وبہ مغفورے دست ریک دیگر آمرزیدہ گردیم ۰

یعنی ہم بزرگوں کے ہاتھ اس لئے چومتے ہیں کہ کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ لگنے سے بخشش ہو جائے۔

اور ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو اس کی موت کے بعد دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ جو کچھ میں نے دنیا میں کیا تھا سب کچھ میرے سامنے لایا گیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اتنے میں حکم ہوا کہ اس نے فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں حضرت خواجہ شریف حاجی (ہمارے خواجہ کے مشائخ میں سے ہیں) کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا جس کی برکت سے اس کو بخشا جاتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ سے نجات پائیں گے۔

اور فرماتے ہیں کہ ہر حال میں بزرگوں کی دست بوسی کرنی چاہئے تا کہ کسی بخشے ہوئے کے ہاتھ لگنے کی وجہ سے مغفرت ہو جائے۔

اور فرماتے ہیں کہ جس وقت لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں تو ہزاروں رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں اور جب وہ دست بوسی سے فارغ ہوتے ہیں تو تمام رحمتیں ان پر نثار ہوتی ہیں۔ (اسرار الاولیاء ص ۷۰)

حضرات! کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے پیر و مرشد، اپنے دینی استاذ، اپنے ماں، باپ اور اچھے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چوم کر سنت کا ثواب اور ہزار ہا ہزار رحمتوں کے مستحق بن جاتے ہیں۔

حضرات! کچھ لوگ اس قدر بدنصیب ہوتے ہیں کہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم کسی امام اور عالم کا ہاتھ نہیں چومتے۔ وہ لوگ غور کریں کہ کتنی بڑی سعادت و نیکی سے محرومی ہوتی ہے۔

بے ادب بدنصیب کو خدا ہی جانے
باادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

اب! اختتام کی منزل ہے ایک حدیث شریف ملاحظہ کر لیجئے۔

ماں کے قدم کو چومنا کعبہ معظمہ کو چومنا ہے

امام و محدث حضرت علامہ بدر الدین عینی حنفی، شارح بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ کی فتح دی تو میں کعبہ معظمہ کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَیْ اُمِّکَ وَقَدْ وَفَیْتَ نَذْرَکَ ۝ یعنی تم اپنی ماں کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔ تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ (عمدۃ القاری، ج:۳، ص:۸۴، مطبوعہ مصر)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

مالک ومختار نبی ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

استاذ زمن، حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ، اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیری، عادت تیری

تو ہی مُلک خدا، مِلکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے، زمانے میں حکومت تیری

اور عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اور فرماتے ہیں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تمہید: ہم جس دور میں ہیں یہ بڑے فتنوں اور ہنگاموں کا دور ہے۔ اور سب سے بڑا فتنہ بدعقیدگی کا دور ہے۔ وہابیت کا فتنہ ہے۔ دیوبندیت کا فتنہ ہے۔

اور تمام بدعقیدوں کا مذہب ومسلک یہ ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے جیسے ایک انسان تھے اور وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں تھے۔ معاذ اللہ تعالیٰ! یہ عقیدہ اور مذہب ومسلک قرآن کریم کا دیا ہوا نہیں ہے اور قرآن کریم کا دیا ہوا عقیدہ اور مذہب ومسلک کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن سے ثبوت کہ اللہ ورسول نے غنی کردیا

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنے واضح الفاظ میں بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ غنی (مالدار) فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی غنی کرتے ہیں یعنی دولتمند بنادیتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

دوسری آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰،ع۱۳)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا خطبہ دیا کہ میں بھی دیتا ہوں اور میری عطا سے میرا محبوب، مصطفیٰ کریم بھی دیتا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ و رسول نے نعمت دی

تیسری آیت ملاحظہ فرمایئے: اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (پ۲۲، ع۲)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ (کنز الایمان)

چوتھی آیت ملاحظہ فرمایئے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (پ۶، ع۱۲)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول (کنز الایمان)

حضرات! کتنا واضح اور روشن ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان پر احسان کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عطا فرمائی اور اللہ کے محبوب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو نعمت عطا کی اور اللہ تعالیٰ بے شک تمہارا مددگار ہے مگر اللہ کے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تمہارے مددگار ہیں۔

حضرات! بدعقیدوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر فتویٰ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ بھی بریلوی عقیدے والا ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ بیشک اللہ تعالیٰ خود سے مددگار ہے اور ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین و عطا سے مددگار ہیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

انا اعطینا کا لکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک آپ نے سنا اور اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ملاحظہ فرمایئے اور اپنے ایمان کو خوب سے خوب تر مضبوط کیجئے۔

حدیث سے ثبوت کہ اللہ و رسول نے غنی کر دیا

حدیث شریف: (۱) فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (صحیح بخاری شریف، ج۱، ص۱۹۸)

ترجمہ: یعنی تو اللہ نے اس کو غنی کر دیا اور اللہ کے رسول نے بھی اس کو غنی کر دیا۔

حضرات! خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو غنی دولتمند بناتا ہی ہے اور اللہ کے فضل سے اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی غنی، مالدار، دولتمند بنا دیتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا ،تیرا

حدیث سے ثبوت کہ اللہ ورسول مددگار ہیں

دوسری حدیث شریف ملاحظہ کیجئے: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَّا مَوْلٰی لَہٗ ۝ (ترمذی، ج:۲، ص:۳۱)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مددگار ہیں اس کے جس کا کوئی مددگار نہ ہو۔

تیسری حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرمایا:

اَحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْہِ۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۲۲۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۷۲)

یعنی مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کو اللہ نے نعمت دی اور میں نے اس کو نعمت دی۔

مشہور محدث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے نعمت بخشی اور اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے نعمت بخشی۔ مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن کریم میں بیان ہوئی کہ جب تو فرماتا تھا اس سے جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت دی۔

وَاَنْعَمْتُ عَلَیْہِ ھُوَ زَیْدٌ یعنی اور اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو نے اسے نعمت دی وہ زید بن حارثہ ہے۔

حضرات! ان آیات کریمہ اور احادیث طیبہ سے صاف طور پر پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ تو حقیقی مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی مالک ومختار ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہمارے پیارے نبی، مالک ومختار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک اور ایک اور بے مثل اور لاجواب بنایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے مثل بنایا ہے تو اب قیامت تک ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مثل اور جواب ناممکن اور محال ہے۔

صوم وصال: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صوم وصال یعنی بغیر افطار کئے روزے پر روزہ رکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی طرح روزے رکھنا شروع کر دیئے جب کمزوری کے آثار ان میں نمایاں ہوئے تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں صوم وصال یعنی بغیر افطار کے روزے پر روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ تو خود روزہ رکھتے ہیں۔

قَالَ وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ ؟ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۶۳، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۵۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تم میں (یعنی میری طرح) میرے جیسا کون ہے؟ میں رات (اپنے رب تعالیٰ کے پاس) گزارتا ہوں میرا رب تعالیٰ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

حضرات! صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی اس حدیث میں خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمارہے ہیں کہ میں تمہاری مثل تمہاری طرح نہیں ہوں۔ اور تم میں سے کوئی بھی میری مثل۔ میری طرح نہیں ہے۔

حضرات! کیا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن کریم کی اس آیت، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (پ۱۶،ع۳) نہیں پڑھتے تھے، کیا ان کو یہ آیت یاد نہیں تھی؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیوں نہیں کہا کہ ہم سب آپ کے مثل اور آپ کی طرح ہیں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے مثل اور بے نظیر مانتے تھے اور اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا مفہوم ان کے نزدیک وہ نہیں تھا جو آج کل کے ہمسری و برابری کا دعویٰ کرنے والوں نے سمجھا ہے۔

ایمان والوں کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان و عقیدہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں، تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو سرا ہے شہا، تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اے ایمان والو! اب وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کر لیجئے تاکہ آپ کو ان بدعقیدوں سے دور رہنے میں آسانی رہے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

(۱) عقیدہ: سب انسان (نبی ہوں یا امتی) آپس میں بھائی ہیں۔ جو بڑا ہو وہ بڑا بھائی۔ اولیاء و انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید، سب انسان ہی ہیں اور عاجز (مجبور) بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں اور ان کی تعظیم انسانوں کی طرح کرنا چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۳۶)

(۲) عقیدہ: انبیاء اور اولیاء، اللہ کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۱۹)
اللہ تعالیٰ بدعقیدوں کے برے عقیدے اور ان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو عالم کے بادشاہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زمین اور آسمان، دونوں جہان کا بادشاہ بنایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ہمارے دو وزیر آسمان میں ہیں (۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام۔
وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۹، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۳)
یعنی اور دو وزیر زمین والوں میں (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے فضل و عطا سے زمین کے بھی بادشاہ ہیں اور آسمان کے بھی بادشاہ ہیں۔ اور بادشاہ ہی کے وزیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے آسمان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام وزیر ہیں اور زمین میں محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہیں۔ خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بے مثل اختیار

مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا، تم حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آقا کریم مصطفےٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ حتیٰ کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال کیا۔

قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ۝ (مسلم، ج ۱، ص ۴۳۲، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، احمد، مشکوٰۃ، ص ۲۱۳)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔
اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور پھر تم ہر سال حج نہ کرتے تو عذاب میں پڑ جاتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت بانٹتے ہیں

شارح بخاری، حضرت امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وَكُنْيَتُهُ اَبُو الْقَاسِمِ لِاَنَّهُ يُقَسِّمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا (مواہب الدنیہ شریف، ج:۱،ص:۱۹۵)

یعنی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے۔ اس لئے کہ آپ مستحقین کے درمیان جنت بانٹتے ہیں۔

حضرات! بانٹتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، ہمارے آقا کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنت و دوزخ دونوں کا مالک بلکہ حق تو یہ ہے کہ ساری کائنات کا مالک بنایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ربیعہ بن کعب کو جنت عطا کی

خادم رسول، حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت کے لئے رات کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو جاتے تھے تاکہ دروازہ شریف کھلے تو میں اٹھ جاؤں اور وضو کا پانی وغیرہ خدمت اقدس میں پیش کر دوں۔ ایک مرتبہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کے لئے پانی پیش کیا اور وضو کرایا تو مالک جنت، مصطفیٰ جان رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَلْ يَا رَبِيْعَةُ یعنی اے ربیعہ بن کعب جو مانگنا ہے مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں۔

یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم۔ جنت مانگتا ہوں اور جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہوں یہ بھی مانگتا ہوں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: او غیر ذلک یعنی اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے جو مانگنا تھا وہ عرض کردیا۔ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا، سجدہ کثرت سے کرتے رہو۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۹۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۷۶)

اے ایمان والو! حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنت بھی دیتے ہیں اور جو مانگو وہ عطا فرماتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگنا شرک و بدعت ہے بلکہ وہ تو اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔ اسئلک مرافقتک فی الجنۃ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ سے جنت اور جنت میں آپ کی خدمت مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۹۳)

گویا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت کے مالک ومختار ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جنت عطا فرمادیتے ہیں۔

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمد کی تو یہ امت محمد کی ﷺ

اور! عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

آنکھ بھی دی اور جنت بھی عطا کردی

جنگ احد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں ایک دشمن کا نیزہ یا تیر پیوست ہوگیا۔ جب اس تیر کو نکالا گیا تو ساتھ میں آنکھ کا ڈھیلا بھی باہر آ گیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھ کا ڈھیلا ہاتھ میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے آنکھ بند کئے ہوئے اللہ کے حبیب، بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ اور آنکھ کا ڈھیلا جو باہر ہوگیا ہے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دکھایا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آقا کریم، مصطفیٰ

رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی قتادہ سے فرمایا۔ اے قتادہ! تم کو چاہئے ہو یا جنت؟ تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! آنکھ تو میری مرضی سے دے دیجئے اور جنت اپنے کرم سے عطا فرما دیجئے۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور اپنے دہن مبارک سے لعاب دہن شریف نکالا اور آنکھ کا ڈھیلا زخمی آنکھ میں رکھ کر لعاب دہن شریف لگا دیا تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وقت میری دکھتی ہوئی آنکھ درست ہوگئی اور پہلے سے زیادہ روشن ہوگئی۔

(زرقانی علی المواہب ج۵ ص ۲۰۸، انوار محمدیہ ص ۱۹۵، مشکوٰۃ شریف ج۲ ص ۵۴۳)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوزخ سے بچاتے ہیں

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا؟ بیشک ابو طالب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حمایت میں لوگوں سے لڑتے جھگڑتے تھے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وَجَدْتُهُ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰى ضَحْضَاحٍ (صحیح مسلم ج۱ ص ۱۱۵)

یعنی میں نے اسے (اپنے چچا ابو طالب کو) سر سے پاؤں تک آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو میں نے نکال کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔

هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (صحیح بخاری ج۱ ص ۵۴۸)

یعنی وہ (ابو طالب) پاؤں تک کی آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

یعنی ابو طالب کا صرف پاؤں دوزخ کی آگ میں ہے، اگر ابو طالب میری بات مان جاتے اور میرا کلمہ پڑھ لیتے تو میں ابو طالب کو مکمل دوزخ کی آگ سے بچا لیتا۔

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اگر غیر مومن بھی کرتا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کو بھی نوازتے ہیں اور اپنے کرم کی بھیک کچھ نہ کچھ اس کو عطا فرماتے ہیں۔

خوب فرمایا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں:

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

آقا کریم، مومن گنہگاروں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے گنہگار ایمان والوں کو خود اپنے ہاتھ سے دوزخ سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمادیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۷)

یعنی میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور پھر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

حضرات! کتنے واضح الفاظ میں محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت وطاقت کا اظہار فرمایا کہ میں اپنے گنہگار غلاموں کو دوزخ سے نکال لوں گا اور پھر ان کو جنت میں داخل کردوں گا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمد کی، تو یہ امت محمد کی ﷺ

حضرات! وہابیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ کرتے چلئے تاکہ ان سے بچئے اور دوسروں کو بھی بچائیے۔

غیر مقلدوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے امام، مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کچھ طاقت ہے نہ کچھ علم غیب۔ ان کی طاقت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کو کیا نفع پہنچا سکتے ؟ (تقویۃ الایمان، ص:۵۸)

اے ایمان والو! اب بھی نہ پہچانو گے تو کب پہچانو گے۔ کس قدر دریدہ دہنی اور بے ادبی و گستاخی، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں کی گئی اور آج بھی کی جارہی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

جب کہ! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مومن گنہگاروں کو دوزخ سے نکال لیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اس طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مومن سنی مسلمان کو نفع دیتے ہیں اور نقصان سے بچاتے ہیں اور منافق، وہابی کو نہ نفع دیں گے اور نہ دوزخ کی آگ سے بچائیں گے۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا ہے:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

درود شریف:

ایک پیالہ دودھ، اور ستر صحابہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا، شدت بھوک کی وجہ سے ایک دن راستے کے کنارے پر کھڑا ہو گیا جہاں سے لوگ گزرتے ہیں، شاید کسی کی نظر میرے اداس چہرے پر پڑے، وہ میرا حال معلوم کرے تو میں اس کو بتاؤں کہ میں بھوکا ہوں۔ اس طرح میری ضرورت پوری ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو صاحب میرے سامنے سے گزرے وہ محبوب

مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو میں نے ان کو سلام کیا اور قرآن کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ حالانکہ مجھے وہ آیت یاد تھی مگر میرا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ جواب دیتے وقت میرے اداس چہرے کو دیکھ کر رحم کھائیں اور مجھے کھانا کھلا دیں۔ مگر وہ نگاہ نیچی کئے ہوئے آیت بتا کر آگے بڑھ گئے اور میری طرف دیکھا تک نہیں۔

پھر! مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی نظر جھکائے، جھکائے جواب دیا اور آگے بڑھ گئے اور میری جانب دیکھا تک نہیں۔

ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ یعنی پھر میرے پاس سے آقا کریم ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ابو ہریرہ میرے ساتھ چلو، میں پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کھانے کا کوئی سامان ہے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ایک انصاری نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت عالیہ میں بھیجا ہے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دودھ کا پیالہ لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور سب کو بلا لاؤ۔ وہ سب بھی بھوکے ہیں۔ وہ بھی دودھ پی لیں گے۔ اس وقت اصحاب صفہ ستر لوگ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ دودھ مجھے مل جاتا تو بہتر تھا۔ اس لئے کہ میں زیادہ مستحق تھا۔ یہ تھوڑا سا دودھ (ستر) اصحاب صفہ کو کس طرح کافی ہوگا؟ اور میرے لئے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ سب (ستر) اصحاب صفہ حاضر بارگاہ ہو گئے۔ تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے پیالہ لیا اور ان میں سے ایک کو دیا۔ جب وہ خوب سیر ہو کر دودھ پی چکے تو میں نے دوسرے کو دیا انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا۔ اس طرح ستر اصحاب صفہ سیر ہو کر جب دودھ پی چکے تو مالک ومختار نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ کا پیالہ لیا۔

فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ یعنی تو میرے جانب دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے۔

پھر! مجھے حکم دیا بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ دودھ پی لیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور دودھ پیا۔ پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: اِشْرَبْ یعنی اور پیو۔ تو میں نے عرض کیا:

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اب تو پینے کی بالکل گنجائش نہیں رہی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ پیالہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور ختم کر دیا۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۵۵)

حضرات! ایک پیالہ دودھ میں ستر صحابۂ کرام نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ دودھ سے بھرا ہی رہا اور پھر محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی نوش فرمایا:

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، قادری رضا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سارے عالم کا کل اختیار دے کر اس لئے بھیجا تھا کہ اگر ہماری قدرت اور ہمارے اختیارات کو کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کو دیکھے، ان کی طاقت کو دیکھے، تو اس کو میری قدرت وطاقت خود بخود سمجھ میں آجائے گی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دربے بہا دیئے ہیں

زبان مبارک کی برکت

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نبوت سے جو نکل گیا وہ بات ہو کے رہی۔ ملاحظہ فرمایئے:

اللہ کے محبوب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔

حدیث شریف: فَقِیْلَ لَهٗ اِسْمُهٗ بَیْسَانُ وَمَاءُهٗ مِلْحٌ فَقَالَ بَلْ هُوَ نُعْمَانُ وَمَاءُهٗ طَیِّبٌ فَطَابَ

(شفاء شریف، ج:۱، ص:۲۱۸)

ترجمہ: یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس چشمہ کا نام بیسان اور اس کا پانی نمکین اور کھارا ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ اس چشمہ کا نام

ہرا ں اور اس کا پانی میٹھا ہے تو وہ میٹھا ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص، ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مجلس میں آ جاتا اور جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کی نقل اتارا کرتا تھا۔

حدیث شریف: فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ كَذَالِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتّٰى مَاتَ (بیہقی، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۷۹)

یعنی ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو فرما دیا: ایسا ہی ہو جا۔ (بس وہ شخص ایسا ہی ہو گیا) اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کرم فرما کر سیدھی نظر سے دیکھ لی تو ٹیڑھی تقدیر بھی سیدھی ہو گئی اور غضب کی نگاہ سے دیکھ لیا اور فرما دیا کہ تیرا منہ ٹیڑھا ہو جائے تو پھر ہمیشہ کے لئے منہ ٹیڑھا ہی ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور! یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن اور گستاخ ہو اس کے لئے بد دعا کرنا اور یہ کہنا کہ اس کا منہ ٹیڑھا ہو جائے بالکل درست اور سنت ہے۔

دعائے ہلاکت: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھا۔ تو اس نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا یعنی میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے۔

قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۱۷۲، مشکوٰۃ، ص:۵۳۶)

ترجمہ: یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جا، آج سے بے کار ہی رہے گا۔ اس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبر سے کیا تھا تو اس دن سے وہ ہاتھ بے کار ہو گیا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آ سکا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے بھی پتہ چلا کہ جولوگ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالیہ کے ناقد اور بے ادب ہیں ان کے لئے بربادی کی دعا کرنا اور ان کی خرابی کے لئے بددعا کرنا حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

گستاخ رسول کے لئے بربادی کی دعا کرنا جائز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گستاخ اور مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ ٥

(صحیح بخاری، ج:....ص:.... صحیح مسلم، ج:....ص:.... مشکوۃ، ص:۵۳۵)

یعنی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔

لہٰذا جب وہ شخص مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے تو قبر اس کو باہر پھینک دیتی۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا، یہاں تک کہ اس کا جسم سڑ گل کر نیست و نابود ہو گیا مگر قبر نے قبول نہ کیا۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ، ص:۵۳۵)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ دشمن رسول کا انجام بہت ہی برا ہے اور دشمن رسول کے لئے بربادی اور ہلاکت کی دعا کرنا بالکل درست بلکہ سنت ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لڑکی کو زندہ فرمایا

آقا کریم محبوب خدا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے اپنی چھوٹی سی بچی کو فلاں وادی میں پھینکا تھا تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کے ساتھ اس وادی میں تشریف لے گئے اور اس بچی کا نام لے کر پکارا، اے فلاں، اے بچی! اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے جواب دے، تو وہ بچی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ کہتی ہوئی نکلی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ بیشک تیرے ماں، باپ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر پسند ہو تو میں تجھ کو ان کے پاس پہنچا دوں۔

قَالَتْ لَاحَاجَةَ لِیْ فِیْهِمَا وَجَدْتُ اللّٰهَ خَیْرًا لِّیْ مِنْهُمَا (شفاء شریف، ج:۱، ص:۲۱۱)

یعنی بچی نے کہا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) مجھے ان کی حاجت نہیں، میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

حدیث (۲): بیہقی نے حدیث شریف کو اس طرح روایت کی ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی تو اس نے عرض کیا میں اسلام اس وقت قبول کروں گا جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میری بچی کو زندہ فرما دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس شخص نے آپ کو اپنی بچی کی قبر دکھائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی تو اس لڑکی نے کہا: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) میں حاضر ہوں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دنیا کی طرف آنا پسند کرتی ہے

فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ وَجَدْتُ اللّٰهَ خَیْرًا لِّیْ مِنْ اَبَوَیَّ وَوَجَدْتُ الْاٰخِرَةَ خَیْرًا لِّیْ مِنَ الدُّنْیَا (شفاء شریف، ج:۱، ص:۲۱۱، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۲۳۰، انوار محمدیہ، ص:۲۹۵)

یعنی بچی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! خدا کی قسم مجھے دنیا میں واپس آنا پسند نہیں، بے شک میں نے اپنے ماں، باپ سے اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا اور دنیا سے آخرت کو بہتر پایا۔

حضرات! ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرما دیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے بچی زندہ ہو گئی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو خاص کر انبیائے کرام اور رسولان عظام کو بڑی طاقت وقوت کا مالک بنایا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طاقت وقوت کو بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ط (پ۳، ع۱۳)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے، اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اللہ اکبر! جب اللہ تعالیٰ نے اس قدر شان و عظمت اور قوت و طاقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا ہے تو اپنے محبوب، مصطفیٰ جان رحمت، جان مسیحا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر شان و عزت اور قوت و طاقت کا مالک بنایا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھ سے مانگو

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ (نسائی، ج:۲، ص:۱۱۷)

یعنی جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہو جاؤ اور پھر کہو کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگتے ہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کے بعد مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدد مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے ہم سنی مسلمان غلامان غوث و خواجہ ورضا ہر نماز کے بعد اپنے رخ کو مدینہ طیبہ کی جانب کر لیتے ہیں اور اپنے مشفق و مہربان نبی رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

دوسری بات: اس حدیث شریف میں خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مدد مانگو۔ اس فرمان سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگنا اور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا بدعت و شرک نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب، مصطفیٰ سے مدد مانگنے کا حکم دیتا ہے

مشہور بزرگ، حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ توریت شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ هَاجِرَةَ تَلِدُ وَیَكُوْنُ مِنْ وَّلَدِهَا مَنْ یَدُهٗ فَوْقَ الْجَمِیْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَیْهِ بِالْخُشُوْعِ ۝

(تحفہ اثنا عشریہ، ص:۲۶۵)

یعنی بے شک ہاجرہ کی اولاد ہوگی اور اس کی اولاد میں وہ شخص ہوگا جس کا ہاتھ سب کے ہاتھ سے بلند تر ہوگا اور سب کے ہاتھ اس کی جانب عاجزی سے پھیلے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضرت شاہ، مولانا عبد العزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے لکھتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں اس شان کا شخص کہ جس کے ہاتھ سب سے بلند تر ہوں اور تمام زمانہ اس کے سامنے عاجزی سے جھکے سوائے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کسی وقت کوئی نہیں ہوا۔ (تحفۂ اثنا عشریہ، ص:۲۶۵)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت: آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۵۵۸، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۵۰)

یعنی بیشک مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اُوْتِیْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۴۳، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۴۳)

یعنی مجھے زمین کے تمام خزانے دیئے گئے۔

حدیث شریف: ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یَاعَائِشَۃُ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۲۱)

یعنی اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں

صحیح مسلم شریف کی روایت ہے: محبوب خدا، مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۲)

یعنی مجھے سونے اور چاندی کے خزانے عطا کئے گئے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمادیا اور اپنی ساری خدائی کا مالک بنادیا مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان بندگی دیکھئے کہ کھجور کی چٹائی بستر ہے اور پیوند لگے کپڑے لباس اور جو کی موٹی اور کھردری روٹی خوراک۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تابع فرمان سورج ہے

ہمارے سرکار، دوعالم کے مالک ومختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبضہ واختیار سورج پر بے ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ . (طبرانی بمجم، مواہب لدنیہ، انوار محمدیہ ص: ۲۷۲)

ترجمہ: یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورج کو حکم دیا (کہ رک جائے) تو وہ دن کی ایک ساعت کے لئے ٹھہر گیا۔

اللہ اکبر! کیا شان مصطفیٰ ہے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ حکم ہوا تو سورج پلٹ آیا اور ٹھہر بھی گیا

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حبیب یمنی نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا: اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نبی ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے فرمادیئے اور ارشاد فرمایا: گواہ رہنا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے تھے کہ حرا پہاڑ ان کے درمیان نظر آرہا تھا۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص۵۴۶)

حضرات! اتنا واضح اور عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی کفار و مشرکین ایمان نہ لائے اور کہہ دیا کہ یہ تو جادو ہے تو اگر آج کل کے وہابی، دیوبندی اور صلح کلی اگر ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سورج کو لوٹانے اور چاند کو دو ٹکڑے کرنے کی قوت و طاقت کو تسلیم نہیں کرتے، یہ تو بغیر دیکھے چودہ سو برس بعد کی بات ہے اور کفار مکہ تو آنکھ سے دیکھتے تھے اور انکار کرتے تھے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سورج الٹے، پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر چیز کے مالک و مختار ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبضہ ہر شی پر ہے، ملاحظہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: اُوْتِیْتُ مَفَاتِیحَ کُلِّ شَیْءٍ (مسند احمد، خصائص کبریٰ، ج ۲، ص: ۱۹۵)

ترجمہ: یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئیں۔

استاذ زمن، مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا، مالک و مختار بنایا

درود شریف:

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے

صلح حدیبیہ کے دن جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخت پیاسے ہوئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم پیاس سے نڈھال ہیں اور پانی نہیں ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے برتن میں جس میں تھوڑا پانی تھا، اپنے دست مبارک کو رکھ دیا۔

فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ یعنی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی سے وضو کیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس دن آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

لَوْ کُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا اگر ہم ایک لاکھ کی تعداد میں بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔

مگر اس دن ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۸۹۸)

خوب فرمایا عاشقِ مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اور فرمایا!

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ ،واہ

ٹوٹی ہوئی پنڈلی درست ہوگئی: حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو رافع یہودی (جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا) کو قتل کر کے اس کے مکان سے اترنے لگے تو سیڑھی سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے اسی وقت گرم، گرم اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور اپنے رفقاء کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ تو میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔

فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ ۝

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دست مبارک پھیر دیا تو میری پنڈلی ایسی درست ہوگئی کہ جیسے کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۷۷)

حضرت علی کے سینہ کو علم و معرفت کا خزینہ بنا دیا

سرچشمۂ ولایت، مولی المومنین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ:

وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّنَ الْقَضَاءِ ۝ (ابن ماجہ،ص:۱۶۷)

یعنی میں قضا (فیصلے کرنا) نہیں جانتا تو مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیسے کروں گا؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سنکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ!

قَالَ فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ فَمَاشَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ ۝

(ابن ماجہ، ص ۱۶۷، خصائص کبری، ج ۲، ص ۷۳)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس وقت سے تا دمِ حیات فریقین کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔

حضرات! ہمارے سرکار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک کا یہ اثر ہوا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی نہ تھا۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو ہریرہ کا ذہن قوی کر دیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت زیادہ حدیثیں سنا کرتا تھا مگر کچھ دیر کے بعد حدیثوں کو بھول جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے آقا کریم! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے آپ کی حدیثیں بہت سنتا ہوں۔ مگر سب بھول جاتا ہوں۔ تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اُبْسُطْ رِدَائَکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۱۴) یعنی اے ابو ہریرہ اپنی چادر پھیلاؤ۔

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر پھیلا دی اور میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دونوں خالی ہاتھوں کو ملا کر چادر میں انڈیل دیا اور فرمایا:

ضُمَّہٗ اِلٰی صَدْرِکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۱۴، ۵۱۵)

یعنی اے ابو ہریرہ اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو۔

حضرات! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چادر کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرماتے ہیں کہ:

مَا نَسِيْتُ بَعْدُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٥

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۱۴، ۵۱۵، مسلم شریف، ج... ص...)

یعنی اس کے بعد سے میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔ (یعنی زیر، زبر بھی نہ بھولا)

حضرات! ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ بظاہر خالی ہیں اور اسی دست کرم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر میں ڈالا مگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ گئے کہ بظاہر ہاتھ خالی ہیں مگر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوت حافظہ عطا فرمادیا، جب ہی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا، سب یاد رہا اور اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

درود شریف:

صحابہ کا عقیدہ کہ نبی دیتے ہیں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان وعقیدہ تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عطا فرماتے ہیں اور نعمت و دولت کو گھٹانے اور بڑھانے کی بھی طاقت وقوت رکھتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کردے گا۔ یہ سن کر محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

زِدْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس سے زیادہ کردیجئے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر فرمایا: اچھا تو اللہ تعالیٰ اس طرح دونوں چلو بھر کے میری امت کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا:

زِدْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اور زیادہ کردیجئے۔
اتنے میں مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔ اے حضرت ابوبکر چھوڑو یعنی اب بس کرو۔ اس طرح تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
وَمَا عَلَیْکَ اَنْ یُّدْخِلَنَا اللّٰہُ کُلَّنَا الْجَنَّۃَ. یعنی (اے عمر) اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو یوں ہی جنت میں داخل کردے تو تیرا کیا بگڑتا ہے۔
تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا
اِنَّ اللّٰہَ اِنْ شَآءَ اَنْ یُّدْخِلَ خَلْقَہُ الْجَنَّۃَ بِکَفٍّ وَّاحِدٍ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی ساری مخلوق کو اپنے ایک ہی چلو سے جنت میں داخل فرمادے۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ ٥
تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۸۶)
حضرات! محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمام صحابۂ کرام میں سب سے افضل و اعلیٰ شان کے مالک ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کی عطا سے نعمت و دولت تقسیم فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت و دولت میں بھی کمی وزیادتی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔
خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے:

دکھائی جائیگی محشر میں شان محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

حضرت جابر کے دونوں بچوں کو زندہ فرمادیا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خندق کھود رہے تھے کہ خندق کھودتے کھودتے خندق کے بیچ میں ایک بہت بڑی چٹان آگئی کہ اس چٹان کا توڑنا ضروری ہوگیا تھا کیونکہ اسی چٹان کو پل بنا کر دشمن مدینہ میں آسکتا تھا اور اس چٹان کے توڑنے کا ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور سارے صحابہ اس کو توڑنے سے عاجز آگئے اور وہ چٹان نہ ٹوٹی۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ چٹان کہاں ہے اور

چٹان کے پاس آکر تیشہ، کودال اپنے دست مبارک میں لیا اور ایک مرتبہ تیشہ، کودال کو اس چٹان پر مارا تو پوری چٹان ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی اور چٹان ریت اور بالو کی طرح بن گئی۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۸۸)

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیشہ مارا تو چادر شریف اوڑھے ہوئے تھے، وہ چادر کریم بھی ہاتھوں کے ساتھ اوپر اٹھ گئی تو میں نے دیکھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھوک کی وجہ سے شکم ناز پر پتھر باندھ رکھا ہے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا۔

فَلَمْ اَصْبِرْ عَلٰی نَفْسِیْ یعنی تو مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۸۸)

اور میں اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے سارا ماجرا بتایا اور کہا کہ گھر میں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ گھر کے اندر صرف ایک سیر جو ہے اور بکری کا چھ مہینے کا بچہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں بکری کے بچہ کو ذبح کرتا ہوں اور تم چکی سے آٹا تیار کرو۔ وہ آٹا تیار کرنے لگیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا تو اس وقت آپ کے دو چھوٹے چھوٹے فرزند بھی وہیں موجود تھے جنہوں نے بکری کے بچہ کو ذبح ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جب حضرت جابر تشریف لے گئے تو وہ دونوں بچے چھری لے کر چھت پر چلے گئے۔

مشہور بزرگ حضرت مولانا جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بڑے لڑکے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں جیسا کہ ہمارے والد نے اس بکری کے بچہ کے ساتھ کیا ہے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے کو باندھا اور حلق پر چھری چلا دی اور نادانی سے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سر جدا کر کے اس کو اٹھایا۔ جوں ہی حضرت جابر کی بیوی نے اس کو دیکھا تو وہ اس کے پیچھے دوڑی، وہ اس کے خوف سے چھت سے گرا اور مر گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے اس وقت چیخ و پکار اور واویلا نہ کیا تاکہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پریشان و غمگین نہ ہوں اور دعوت بے مزہ نہ ہو جائے، نہایت صبر و استقلال سے دونوں بچوں کو اندر لا کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور کسی کو ان کے حال کی خبر نہ کی یہاں تک کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ بتایا۔ اگرچہ دل صدمہ سے خون کے آنسو رو رہا تھا، اس کے باوجود چہرہ کو تازہ اور شگفتہ رکھا اور کھانا وغیرہ پکایا اور غیب داں

آقا، مشفق و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور کھانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے رکھا گیا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آ گئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر سے کہو کہ اپنے فرزندوں کو لائے تا کہ وہ بچے آپ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کر سکیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنے دونوں فرزندوں کو لاؤ! وہ فوراً آئے اور بیوی سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ ان کو جلدی بلاؤ! غم کی ماری بیوی رو پڑی اور کہا: اے جابر اب میں ان کو نہیں لا سکتی۔ حضرت جابر نے فرمایا: بات کیا ہے؟ روتی کیوں ہو۔ بیوی نے اندر لے جا کر سارا ماجرا سنایا اور کپڑا اٹھا کر بچوں کو دکھایا تو وہ بھی رونے لگے اور دونوں بچوں کو لا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ اس وقت گھر سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا اے جبریل میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ دعا فرمائیں، میں ان کو زندہ کر دوں گا۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی۔ وہ دونوں بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہو گئے۔ (مدارج النبوۃ و شواہد النبوۃ للجامی، ص:۸۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار صحابۂ کرام جو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ آئے تھے کھا کر فارغ ہو گئے اور اس کے بعد ہم نے کھانا پورے محلّہ میں تقسیم کیا۔ اسی طرح دوسرے دن پورے محلّہ میں کھانا تقسیم کیا، اسی طرح تیسرے دن بھی کیا مگر کھانا باقی رہا تو میں نے تیسرے دن برتن کو کھول کر کے دیکھ لیا تو گوشت کا برتن پہلے کی طرح بھرا ہوا تھا اور آٹے کا برتن بھی بھرا ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رات آتے آتے سارا گوشت اور سارا آٹا ختم ہو گیا۔ تو میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اور سارا ماجرا بیان کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کو کھول کر دیکھا نہ ہوتا تو تم زندگی بھر کھاتے رہتے اور وہ کھانا ختم نہ ہوتا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

وصال شریف کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں

ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو مانگتے

تھے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر سائل کا سوال پورا فرماتے اور ان کی مدد فرماتے تھے۔ اسی طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بھی صحابۂ کرام اور بزرگان دین اپنی دینی اور دنیوی ضرورتوں کے لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مرقدِ نور، مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور اپنے سوال عرض کرتے تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے سوالوں کو پورا کرتے اور ان کی مدد فرماتے اور دربار نور سے فیضان کا یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مشہور عاشق رسول! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقبول ترین کتاب، جذب القلوب الی دیار المحبوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت ابو بکر اقطع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور پانچ دن گزر گئے کھانے کا ایک دانہ بھی نہیں چکھا تھا، چھٹے روز مرقد نور، قبر کریم پر حاضر ہوا اور عرض کیا۔ (یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں) اس کے بعد (قبر کریم کے قریب عرض کرتے کرتے میں سو گیا) تو میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا۔ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنی جانب ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب ہیں اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تھے، مجھ سے کہتے ہیں کہ اٹھو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی دی میں نے کھالی، جب میں بیدار ہوا تو ایک ٹکڑا روٹی کا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جذب القلوب، ص: ۲۴۰)

بعد وصال روپیہ دیا: حضرت احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگل میں پھرتا رہا میرے بدن کی کھال پھٹ گئی تھی میں مدینہ طیبہ آیا اور مرقد نور، قبر کریم پر حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کو سلام عرض کرکے سو گیا۔ تو میں نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ اے احمد! تو آ گیا، کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں) تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کھول۔ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند درہم (یعنی روپئے) میرے ہاتھ میں دیئے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ روپئے میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ میں بازار گیا۔ گرم گرم، تازہ تازہ کھانا، روٹی اور فالودہ خریدا پھر میں جنگل کو چلا گیا۔ (جذب القلوب، ۲۴۰، ۲۴۱)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے ۔۔۔ دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم ۔۔۔ رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا، ٹھنڈا ، میٹھا، میٹھا ۔۔۔ پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ رسول اللہ مالک ہیں

آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب، ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ وَ قَالَ هَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۰، الصواعق المحرقہ، ص ۷۷)

یعنی مجھے نہیں نفع دیا کسی مال نے کبھی جو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال نے مجھے نفع دیا۔

محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جب یہ سنا) تو روئے اور عرض کیا کہ میری جان اور مال کا مالک آپ کے سوا کون ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان اور مال کا مالک، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جانا اور مانا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مالک ومختار جاننا اور ماننا، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مالک ومختار بنا دیا، ملاحظہ ہو۔

نبی کا غلام مالک ومختار ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری دی تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ آگے ہوں اور روضۂ اقدس کا دروازہ کھولیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آگے ہوں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے آگے کس طرح ہو سکتا ہوں جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ کلمات فرمائے ہوں

یعنی جس وقت قیامت کا دن ہوگا، جنت کا رضوان فرشتہ جنت و دوزخ کی کنجیاں لے آئے گا اور کہے گا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے یہ جنت و دوزخ کی کنجیاں ہیں۔

اِبۡعَثۡ مَنۡ شِئۡتَ اِلَى الۡجَنَّةِ وَابۡعَثۡ مَنۡ شِئۡتَ اِلَى النَّارِ (نور الابصار، ص ۹)

یعنی جس کو چاہو جنت میں داخل کرو اور جس کو چاہو دوزخ میں بھیج دو۔

اللہ اکبر!

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرات! جو اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور غلام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا بھی مالک ومختار بنا دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اور غلام ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شان عطا کی کہ جس کو چاہیں جنت میں داخل فرمادیں۔ تو مجھے یہ بتانا ہے کہ جب خلیفہ کی شان کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

حضرت عمر کی حکومت دریا پر: مصر کے لوگ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورنر مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا جب تک ہم مصر والے ایک نوجوان لڑکی، ہر سال دریائے نیل میں نہ ڈالیں تو دریا جاری نہیں ہوتا۔ ہمارا یہ دستور قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے اس سال نوجوان لڑکی دریا میں نہیں ڈالا تو دریا سوکھ گیا۔ دریا کی حالت کو دیکھ کر مصر کے لوگ مصر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ گورنر مصر نے ان سارے حالات کی خبر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا۔

مِنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ اِلٰى نِيۡلِ مِصۡرِ یعنی یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی جانب سے دریائے نیل کے نام ہے۔

خط کا مضمون یہ تھا: اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہرگز جاری نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے

حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری فرما دے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط مصر کے گورنر کے پاس بھیجا کہ اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط رات کے وقت دریائے نیل میں ڈالا گیا۔ صبح لوگوں نے دیکھا کہ پہلے سے زیادہ سولہ گز گہرا پانی دریا میں بہہ رہا تھا اور آج تک یہ دریا خشک نہ ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۹۰)

زلزلہ جاتا رہا: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک دن زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر زمین پر زور سے اپنے درے سے مارا اور فرمایا کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا؟ پھر بھی تو لرز رہی ہے۔ تو فوراً زمین کا زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ٹھہر گئی۔ (تاریخ الخلفاء)

اور! مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس طاقت وقوت کو بیان کیا ہے۔ (جمال الاولیاء، ص:۰۷)

اے ایمان والو! مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت دریا پر اور زمین پر بھی نظر آرہی ہے۔ تو مجھے کہنا یہ ہے کہ جب غلام کی شان وشوکت کا یہ عالم ہے تو دو عالم کے مالک ومختار محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت عثمان غنی نے دوبار جنت خرید لی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجَنَّۃَ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ رُوْمَۃَ وَیَوْمَ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ (حاکم تاریخ الخلفاء، ص:۱۱۸، الصواعق المحرقۃ، ص:۱۰۸)

یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت خرید لی۔ بیر ومہ کے دن اور جیش عسرہ کے روز۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جنت کا مالک بنایا ہے کیوں کہ بیچتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنت خرید کر جنت کے مالک ہو گئے

عاشقِ مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں!

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

حضرت علی جنت و دوزخ تقسیم کریں گے

آقا کریم، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (دارقطنی۔الصواعق المحرقۃ، ص:۱۲۳)

یعنی اے علی! تم جنت و دوزخ کو تقسیم کرو گے قیامت کے دن۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت سنا کر یہ بتا دیا کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھے بہت ہی بڑی شان و عزت سے نوازا ہے میرے غلاموں کی یہ شان ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت تقسیم کر رہے ہوں گے۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

اور!

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

غلاموں کی حکومت پانی پر

حضرات! جب تک ہم آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا غلام بن کے رہے۔ کائنات

ہماری غلام رہی، جب سے ہم نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی چھوڑی غیروں کے غلام بن گئے۔ جو خدا کے سامنے جھکتا ہے۔ کائنات اس کے سامنے جھکتی ہے اور جو خدا کے سامنے نہیں جھکتا تو وہ سب کے سامنے جھکتا ہے۔ جب تم خدا کے بن جاؤ خدا تمہارا۔ تم رسول اللہ کے بن جاؤ، رسول اللہ تمہارے۔ اور جب اللہ و رسول تمہارے تو دونوں جہان تمہارے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام بنے، بولو! ان کی یہ شان ہوئی یا نہ ہوئی؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کو خط لکھا یا نہ لکھا اور دریا نے ان کا کہنا مانا یا نہ مانا؟ مانا کیوں! اس لئے کہ وہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کہنا مانتے تھے تو دریا بھی ان کا کہنا مانتا تھا، ملاحظہ کیجئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ راستے میں آ گیا دریائے دجلہ۔ ایرانیوں نے دوسری طرف دریا کے مورچے بنا لئے کہ جو بھی تیرتا ہوا آگے آئے بس تیر مارتے جاؤ اور ان کی لاشوں کو دریائے دجلہ میں بہاتے جاؤ اور دریائے دجلہ کا پانی مسلمانوں کے خون سے سرخ کر دو۔ ہزاروں کی تعداد میں ایرانیوں نے دریا کے کنارے کمانوں پر تیر چڑھا کر لیٹ گئے۔

حضرت سعد جو امیر لشکر تھے، لشکر سے فرمایا تم جانتے ہو ہمارے پاس کشتیاں نہیں ہیں۔ دریا پار کرنا ہے، بولو کیا کریں؟ مسلمان مجاہدوں نے کہا ہم اپنے امیر کا حکم ماننا جانتے ہیں، ہمیں حکم دیجئے کشتیاں نہیں تو کیا، آپ حکم دیں ہم دریا میں کود جائیں گے۔ فرمایا: میں وہ امیر نہیں ہوں کہ تمہیں کہہ دوں، آگے بڑھ جاؤ اور خود پیچھے بیٹھ جاؤں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سب سے آگے میں لڑتا ہوں گھوڑا آگے دوڑایا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائیں طرف آ گئے اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب آ گئے۔ یہ تین سوار آگے تھے باقی سب پیادے اور سوار پیچھے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا اللہ تعالیٰ! تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام تیرے نام کا بول بالا کرنے نکلے ہیں، دریا پار کرنا ہے، ہمارے پاس کوئی کشتی نہیں ہے، اس دریا کو ہمارے لئے مسخر کر دے۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیئے، آگے، آگے یہ تین تھے، پیچھے سارا لشکر، وہ دریا پر اس طرح دوڑتے چلے جا رہے تھے جیسے روڈ پر ہم اور آپ دوڑتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ادھر یہ پانی کی سطح پر گھوڑے دوڑاتے جا رہے ہیں، ان کے سم بھی پانی میں نہیں بھیگے، ادھر ایران والوں نے دیکھا تو ڈر کر میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے اس طرح سب فرار ہو گئے اور ایران پر پرچم اسلام لہرانے لگا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرات! جس وقت دریا پار کر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بھائیو! کسی کی کوئی چیز دریا میں گری تو نہیں؟ ایک بوڑھے صحابی نے کہا میرا ایک مٹی کا پیالہ دریا میں گر گیا ہے۔ تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ مٹی کا پیالہ تھا کہاں گیا ہوگا اس کا کیا پتہ؟ نہیں! بلکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا اے دریا! ہمارے ایک مجاہد کا پیالہ گر گیا ہے وہ پیالہ دیدے۔ اتنا کہنا تھا کہ پانی میں ایک بھنور پیدا ہوئی اور کسی غیبی طاقت نے اس پیالے کو باہر پھینک دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالہ پکڑ کر بوڑھے مجاہد کو دے دیا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

درود شریف:

حضرات! آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی اور فرمانبرداری کی شان ملاحظہ کیجئے کہ ان کی حکومت دریا پر، ان کا قبضہ پانی پر، جہاں جاتے ہیں ساری خدائی ان کے تابع فرمان نظر آ رہی ہے۔ جب غلاموں کی شان کا یہ عالم ہے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم کی حکومت دریائے دجلہ پر

مشہور بزرگ حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں اتنا خطرناک سیلاب آ گیا کہ شہر بغداد کے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اہل بغداد فریاد کے لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ اپنا عصا لے کر اٹھے اور دریا کے کنارے جا کر اپنا عصا دریا کی پرانی

حد پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ اے دجلہ! خبردار! اپنی حد سے آگے نہ بڑھنا۔ اس کے بعد فوراً ہی دجلہ کی طغیانی ختم ہونے لگی اور آہستہ آہستہ پانی اپنی اصلی حد پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

حضرات! ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ:

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

یعنی اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔

تو جب ولیوں اور پیروں کے سردار کی شان کا یہ عالم ہے تو امام الانبیاء اور سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

خواجہ کی حکومت انا ساگر پر: بہت مشہور واقعہ ہے کہ ہند کے راجہ، ہمارے خواجہ، سلطان الہند، عطائے رسول، خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری، اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے انا ساگر کا پورا پانی ایک پیالہ میں آ گیا تھا اور پیالہ کا پانی پھر ساگر میں ڈال دیا تو پورا ساگر بھر گیا اور لبریز ہو گیا، کیا مطلب؟ کہ جب ولی اللہ خواجہ کی شان کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۹ء، ص ۲۵)

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

چوتھا جمعہ.............................دوسرا بیان

سچی توبہ کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط (پ۲۸، ع۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

میرے پیر حضور غوث اعظم کے واسطے
میرے خواجہ حضور غریب نواز کے واسطے
میرے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے واسطے
میرے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند کے واسطے
میرے آقائے نعمت بدر ملت اور دریا شاہ کے واسطے
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اور! کسی نے کہا ہے:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
لیکن تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے کی جہنم کی بہت تدبیریں مگر
تیری رحمت نے کبھی اس کو گوارا نہ کیا

تمہید! حضرات! اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! سچی توبہ کرو۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (پ۱۸، ع۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بڑا کرم اور احسان عظیم ہے کہ گنہگاروں، خطاکاروں کو گناہ کے عیب اور خطا کی ناپاکی سے پاک و صاف ہونے کے لئے ایک کارآمد اور بڑا ہی کامیاب نسخہ عطا فرمایا ہے وہ ہے توبہ!!

رحمت کی صدا! **لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ** ط (پ۲۴، ع۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی شان

حدیث شریف! آقا کریم مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں ایک شخص آیا جو کمبل

اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزرا تو میں نے اس جھاڑی میں چڑیا کے بچوں کی آواز سنی تو میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں چھپالیا، اتنے میں ان کی ماں آگئی وہ میرے سر پر چکر کاٹنے لگی، میں نے اس کے سامنے وہ بچے کھول دیئے وہ ان پر گر پڑی تو میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا وہ سب میرے پاس ہیں تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کو زمین پر رکھ دو۔ میں نے ان سب کو زمین پر رکھ دیا تو ان کی ماں ان سے چمٹی ہوئی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اس قدر محبت پر تعجب کرتے ہو۔

فَوَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا (ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۸)

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے، جتنی بچوں کی ماں چوزوں پر مہربان ہے۔

اس کے بعد! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ! ان سب کو جہاں سے لائے تھے وہاں چھوڑ آؤ۔

حضرات! ماں کو بھی اپنے بچے سے اتنی محبت نہیں ہوتی ہے جتنی محبت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے ہوتی ہے اسی لئے! تو بار، بار رحمت خدا آواز دیتی ہے کہ میرے بندو! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلامو! توبہ و استغفار کرو، تاکہ میں تم کو بخش دوں۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

حضرات! توبہ سے صرف گناہ نہیں مٹتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ توبہ کے ذریعہ گناہ بھی مٹاتا ہے اور گناہ کے برابر نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط (پ ۱۹، ع ۳)

ترجمہ: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ (کنزالایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو صرف مٹاتا اور معاف ہی نہیں کرتا بلکہ ان کے گناہوں کو مٹا کر ان کے بدلے میں نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

رحمت کی بارش سب پر ہوتی ہے

مولی المومنین، حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا گنہ گار کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت میں حصہ ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو برتن منگوائے ایک پاک وصاف اور دوسرا گندہ و کیچڑ آلود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو اگر بارش میں رکھا جائے تو بتاؤ یہ دونوں ہی پانی سے بھر جائیں گے یا پاک وصاف برتن تو پانی سے بھر جائے گا اور گندہ کیچڑ آلود خالی رہ جائے گا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ بارش ہوگی تو دونوں ہی بھر جائیں گے۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كَذٰلِكَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعُمُّ الطَّائِعَ وَالْعَاصِيَ (روح المعانی)

یعنی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہر نیک و بد کے لئے عام ہے۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جواب دیا: حدیث شریف محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے رب! مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندے زندہ رہیں گے میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا، ان سے گناہ کے کام کرواتا رہوں گا۔

تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جواب دیا:

وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۴)

یعنی مجھے میری عزت وجلال اور بلندی کی قسم کہ میں اپنے بندوں کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بخشش ومحبت پر قربان جاؤ کہ وہ ہم پر کس قدر رحیم وکریم ہے کہ شیطان اگر ہمارا دشمن ومخالف ہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مہربان اور مددگار ہے۔

گنہ رضا کا حساب کیا، وہ اگرچہ لاکھوں سے ہوں سوا
مگر اے کریم تیرے عفو کا، نہ حساب ہے نہ شمار ہے

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے

حدیث شریف: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست کرم رات کے گنہگاروں کے لئے صبح تک اور دن کے گنہگاروں کے لئے رات تک دراز رہتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۵۸، مکاشفۃ القلوب، ص:۴۳)

توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے گناہ ہی نہیں کیا

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ (ابن ماجہ، ص:۳۱۳، مشکوۃ شریف، ص:۲۰۶)

یعنی گناہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا تھا۔

سچی توبہ کسے کہتے ہیں: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ توبہ کے بعد پھر آدمی گناہوں کی طرف نہ لوٹے جیسے نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔ (غنیۃ الطالبین)

لہٰذا جب بھی مومن اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے تو گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ تو اب اسے چاہئے کہ اپنی توبہ کا خیال رکھتے ہوئے پھر گناہ کے قریب نہ جائے۔

حدیث شریف: آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

توبہ مقبول نہیں ہوئی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ انہوں نے توبہ کے دروازہ کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا تھا۔ توبہ کرنے کے بعد گناہ کرنا نہیں چھوڑا تھا۔

اور فرمایا! کہ گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک بات ہے۔ ہر عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۶)

گناہ پر شرمندہ ہونا، توبہ ہے

ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (گناہ پر) ندامت اور شرمندگی توبہ ہے۔

اور فرمایا! کہ جس شخص نے گناہ کیا پھر اس پر شرمندہ ہوا، تو شرمندگی اس گناہ کا کفارہ ہے

اور! حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ توبہ کے چار ستون (پلر) ہیں۔ (۱) زبان سے معافی مانگنا۔ (۲) دل سے نادم و شرمندہ ہونا۔ (۳) تمام اعضاء کو ہر قسم کے گناہ سے روکے رکھنا۔ (۴) یہ نیت رکھنا کہ آئندہ کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی فرمایا کہ توبۃ النصوح یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کی ہے اس کی طرف پھر نہ لوٹے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۴۵۹)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ دل سے شرمندہ اور نادم ہونا ہی اصل توبہ ہے۔ اب رہی یہ بات کہ لوگ کان پکڑتے ہیں اور اپنے گالوں پر طمانچے لگاتے ہیں تو اس کا ثبوت کتابوں میں کہیں بھی نہیں نظر آتا۔

توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے: ہمارے پیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور! گناہ سے توبہ کر کے پھر توبہ کو توڑ کر گناہ کرنے والا پھر رب تعالیٰ سے توبہ و معافی مانگنے والا گویا اپنے رب تعالیٰ سے مذاق کرتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۴۵۹)

گناہ سے دل پر ایک کالا دھبہ پڑ جاتا ہے

ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میں نے کسی چیز کو طلب کرنے میں اتنا حسین اور تاثیر میں اتنا تیز نہیں پایا۔ جتنی پرانے گناہ کے لئے نئی نیکی ہوتی ہے۔

بلاشبہ! نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ فرمان! نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک عظیم نصیحت ہے۔ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو گناہ سے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے گھبرا کر اللہ تعالیٰ

کی طرف رجوع کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ نقطہ دل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ، گریہ، زاری اور استغفار نہیں کرتا ہے تو گناہ بالائے گناہ، داغ پر داغ تہ بہ تہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام دل سیاہ ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۲۵۸)

اللہ تعالیٰ کو توبہ پسند ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ (پ۲، ع۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اس سے بخشش طلب کرو۔

فَاِنِّىْ اَتُوْبُ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم شریف)

یعنی میں تو دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اور! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۹۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم میں دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے

جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

حضرات! نیکوں اور اچھوں کی توبہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجات کی بلندی کے لئے ہوتی ہے اور! گناہگاروں اور بدوں کی توبہ گناہوں اور خطاؤں سے معافی کے لئے ہوتی ہے۔

الغرض! توبہ کی اصل اور بنیاد گناہوں سے ندامت اور شرمندگی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

سچی توبہ کی برکت سے شراب، دودھ بن گئی

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک شرابی شراب پی کر، شراب کے نشے میں دھت ہو کر چلا آ رہا ہے اور شراب کی بوتل بھی ساتھ میں ہے، اُدھر سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ شرابی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیتا ہے اور شراب کی بوتل کو بغل میں چھپا لیتا ہے۔ اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم و شرمندہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا

منان و ستار مولیٰ مجھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچالے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درے سے بھی بچالے۔ میں تیری بارگاہ میں نادم و شرمندہ ہوں اور کبھی بھی شراب نہ پیوں گا ادھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شرابی کے قریب پہنچ گئے اور شرابی کو دیکھا اور اس نے شراب کی رنگین بوتل جو چھپائی تھی اس حرکت کو بھی دیکھ لیا تھا۔ امیر المومنین نے پر جلال آواز میں فرمایا کہ تو نے شراب پی رکھی ہے۔ اور شراب کی بوتل کو بھی چھپا رکھا ہے۔ مجھ سے ڈرتا ہے اور جس کے حکم سے شراب حرام ہے اس اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اس شرابی کی حالت خراب تھی۔ ڈرتے۔ ڈرتے شراب کی بوتل باہر نکالی مگر اس کی توبہ قبول ہو چکی تھی۔ تو شراب کی بوتل میں رنگین شراب نہیں ہے بلکہ شراب کی جگہ دودھ ہے۔ شرابی حیرت میں ہے کہ بوتل میں شراب بھرنے والا میں، شراب کی رنگین بوتل کو لانے والا میں، اور جب بغل میں چھپایا تھا تو بھی شراب تھی۔ آخر ماجرا کیا ہے اور ادھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑی حیرت میں ہیں کہ ابھی ابھی میں نے خود، دیکھا تھا تو اس بوتل میں رنگین شراب تھی اب! اس بوتل میں دودھ کہاں سے آ گیا۔ اتنے میں غیبی آواز آئی اے عمر تعجب نہ کرو! یہ میرے بندے کی سچی توبہ کی برکت ہے کہ میں نے شراب کو دودھ بنا دیا ہے۔ (ملخصاً مثنوی مولانا روم)

حضرات! یہ ہے سچی توبہ کی برکت کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں نادم و شرمندہ ہو کر سچی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما کر اس کی سچی توبہ کی برکت سے رنگین شراب کو پاک و صاف دودھ بنا دیتا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہگار کے لئے

سچی توبہ کی برکت سے مٹی، سونا بن گئی

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول، سلطان الہند حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشائخ کرام میں سے ہیں۔ آپ کا مقام و مرتبہ گروہ اولیاء میں بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور ڈاکو تھے۔ بے شمار ڈاکو آپ کے ساتھ کام کرتے تھے اور آپ تمام ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ ایک مرتبہ رات کے وقت جنگل میں ایک قافلہ ٹھہرا اور اس قافلہ میں ایک شخص رات میں آیت کریمہ تلاوت کر رہا تھا کہ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (پ۲۷، ع۱۸)

ترجمہ: کیا؟ ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کا حضرت فضیل کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ ڈاکہ ڈالنے رہزنی کرنے اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔ جب سچی توبہ کرلی تو اپنے تمام ساتھیوں یعنی ڈاکوؤں کو بلایا اور رو رو کر سب ساتھیوں کو بتانے لگے کہ اب فضیل اپنے رب تعالیٰ سے ڈرنے لگا ہے اور میں نے رہزنی اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی ہے۔ لہٰذا! میرا راستہ اور ہے اور تم سب کا راستہ اور ہے تو! سچی توبہ کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ تمام ساتھیوں نے بھی ڈاکہ زنی اور تمام گناہوں سے توبہ کی اور سب نے ایک ساتھ بیک آواز کہا کہ اے حضرت فضیل ابھی تک رہزنی اور ڈاکہ زنی میں آپ ہمارے سردار تھے اور اب توبہ کرنے میں بھی آپ ہمارے سردار ہیں۔ حضرت فضیل نے ساتھیوں سے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہم نے لوٹ مار کی ہے جہاں تک ہو سکے ان سے معافی مانگ لینا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ پاس میں ایک گاؤں ہے جس میں ایک یہودی رہتا ہے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے ہم نے اس کا قافلہ لوٹا تھا۔

چنانچہ! حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس گاؤں میں یہودی کے گھر پہنچے، یہودی دیکھ کر گھبرا گیا کہ فضیل ڈاکو آ گیا۔ مگر فضیل کی آنکھوں میں آنسو تھے یہودی حضرت فضیل کو روتا ہوا دیکھ کر کہنے لگا کہ فضیل کیا بات ہے؟ تم روتے کیوں ہو؟ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوں اور تم سے معافی کے لئے آیا ہوں۔ وہ یہودی توریت شریف کا جانکار تھا۔ اس نے توریت شریف میں پڑھا تھا کہ جو مسلمان اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلے گا تو وہ اگر مٹی کو ہاتھ لگا دے گا تو وہ مٹی سونا بن جائے گی۔ تو اس یہودی نے کہا کہ اے فضیل ہم نے قسم کھائی تھی کہ ہم تم سے بدلہ لیں گے لیکن تم معافی کے لئے آئے ہو تو سب معاف کردوں گا مگر تم نے جو میری سونے کی اینٹیں غصب کی تھیں وہ واپس کردو ہم تم کو معاف کردیں گے۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سونے کی اینٹیں تو ختم ہو چکی ہیں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تو یہودی نے کہا کہ اے فضیل تم جنگل جاؤ اور مٹی کی اینٹ بنا کر لے آؤ میں سونا سمجھ کر رکھ لوں گا۔ حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل پہنچے مٹی کو پانی سے گوندھا اور اینٹ تیار کی جب اینٹ سوکھ کے تیار ہوگئی تو حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مٹی کی اینٹوں کو ایک بوری میں بھرا اور لا کر یہودی کے حوالے کیا یہودی نے جب بوری کے منہ کو کھولا تو دیکھتا ہے کہ اس بوری میں مٹی کی اینٹ کی جگہ سب سونے کی اینٹیں ہیں حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے سارے ساتھی حیرت میں ہیں کہ مٹی کو پانی سے گوندھا ہم نے اور اینٹ تیار کر کے بوری میں بھرا ہم نے اور بوری کو لے کر آئے بھی ہم تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ بوری نگاہوں سے غائب نہیں ہوئی۔ پھر اس میں سونے کی اینٹ کیسے؟

تو غیبی آواز آئی کہ اے فضیل! تمہاری سچی توبہ کی برکت ہے کہ ہم نے مٹی کو سونا بنا دیا ہے۔ حضرت فضیل بن

عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم واحسان کو یاد کرتے رہے اور آپ کی سچی توبہ کی ایک برکت یہ ظاہر ہوئی کہ یہودی نے بھی آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ ملخصا (کشف المحجوب، ص ۱۵۳، ملخصا، تذکرۃ الاولیاء، ص ۵۱)

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

درود شریف:

حضرت بشر حافی کی توبہ: گروہ اصفیاء کے سردار حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف و کرامت میں بہت مشہور تھے اور اپنے زمانے کے اولیاء میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ کے پاس شراب کی فیکٹری تھی آپ شراب بناتے تھے اور شراب پیتے بھی تھے ایک مرتبہ شراب کے کارخانہ سے گھر کو جارہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھا ہوا تھا۔ کاغذ کے اس ٹکڑے کو بڑے ادب واحترام سے اٹھایا اور اپنے رب تعالیٰ کے نام کو چوما اور اس کاغذ کو عطر سے معطر کیا اور ایک بلند مقام پر رکھ دیا۔ بس اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ادب اس قدر پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور جب وہ اپنے مکان سے شراب کے کارخانہ میں آئے اور اپنے مخصوص آرامگاہ میں سو گئے، خواب میں بشارتیں آنے لگیں اور ایک مرد درویش کو حکم ہوا کہ بشر کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور میرا پیغام بشر کو سنا دو کہ جس ہونٹ نے میرے نام کا بوسہ لیا ہے اب میں اس ہونٹ اور منہ سے ناپاک شراب نہیں پینے دوں گا اس درویش نے حضرت بشر کے شراب خانہ کے دروازہ پر جا کر دستک دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بشر کو سلام کہا ہے اور پیغام بھیجا ہے کہ میں اپنے بشر کو اب شراب نہیں پینے دوں گا حضرت بشر اپنے بستر سے اٹھے اور دروازہ پر قاصد سے ملے۔ قاصد نے کہا کہ اے بشر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لایا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ اب! میں ان ہونٹوں سے ناپاک شراب کو نہیں لگنے دوں گا جن ہونٹوں نے میرے نام کو بوسہ دیا ہے اور اس منہ میں پلید شراب کو نہیں جانے دوں گا جس منہ نے میرے نام کو چوما ہے۔ بس حضرت بشر پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور بار، بار یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سلام کہا ہے میرے رب تعالیٰ نے مجھے سلام کہا ہے۔ اور بے خودی کے عالم میں ننگے پیر جنگل کی طرف چلے گئے سچی توبہ کی اور اللہ کے ولی ہو گئے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

حضرات! حافی کا معنی ننگے پیر والا حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر ننگے پیر رہے۔ (۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت میرے پاس اللہ کا سلام آیا تھا اس وقت میں ننگے پیر تھا اس لئے اب میں ننگے پیر رہنا پسند کرتا ہوں۔ (۲) اور آپ سے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا گیا کہ زمین اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا فرش ہے اور شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا ادب کے خلاف ہے۔

بزرگوں نے بیان کیا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کو اس قدر پسند فرمایا اور قبول کیا کہ جنگل میں یا جہاں بھی حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہتے تھے وہاں کے چرند و پرند اور گائے ، بیل تمام جانوروں کو حکم دیدیا کہ اس جگہ پاخانہ ، پیشاب نہ کرنا ، جہاں میرا البشر رہتا ہے۔ کہیں میرے بشر کا پاؤں گندہ نہ ہو جائے۔ (ملخصا کشف المحجوب ، ص ۱۶۳ ، ملخصا تذکرۃ الاولیاء ، ص:۶۹)

حضرات! حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف فرما کر گروہ اولیاء کی سرداری عطا فرمادی۔

توبہ کے گناہوں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

اور! توبہ کرنے والے کو ، پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے نیک بننے والے کو ، شرابی جواری نے توبہ کی اور نمازی اور حاجی بن گیا تو اس کو طعنہ نہیں دینا چاہئے کہ سو چوہا کھا کے چلی بلی حج کرنے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ ملاحظہ کیجئے۔

توبہ کرنے والے کو طعنہ دینا بڑا گناہ ہے

پیروں کے پیر ، حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

محبوب خدا ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص کسی (توبہ کرنے والے) مسلمان کو اس کے پچھلے گناہ کی وجہ سے اس کو طعنہ دیتا ہے ، تو وہ طعنہ دینے والا شخص اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک وہ طعنہ دینے والا اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور ذلیل و رسوا نہ ہو جائے۔ (ملخصا غنیۃ الطالبین ، ص:۲۶۵)

حضرات! بڑے پیر ، روشن ضمیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث شریف سے پتہ چلا کہ بڑے سے بڑا گنہگار ، خطا کار ، جب اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کر کے نیک و صالح ہو جائے تو اس کے

پچھلے گناہوں کی وجہ سے اس کو طعنہ نہیں دینا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ طعنہ دینے والے شخص کو اسی گناہ میں مبتلا کر کے اس کو ذلیل و رسوا فرمادے گا، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! توبہ اور دعاء کو مقبول بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسی طرح توبہ و دعاء کریں جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے ہم کو بتایا ہے۔

اول و آخر درود شریف: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی دعاء مانگی جائے تو اول و آخر درود شریف پڑھ لینا چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ، محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود شریف کی برکت سے بندے کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمادے۔

لہٰذا! جب بھی ہم توبہ و استغفار کریں تو پہلے آقا کریم، محبوب خدا، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور یقین رکھیں کہ درود شریف کی برکت سے ہماری توبہ ضرور قبول ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا اور خوب رونا بہت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف: آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھو، اور روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے شخص جیسا چہرہ بناؤ۔ (ابن ماجہ، ص: ۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رو، رو کر توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو تین سو برس تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتے اور گڑگڑاتے رہے اور توبہ کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول نہ کی۔

لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں یوں عرض کیا کہ یارب اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ یعنی اے رب تعالیٰ تیرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل مجھے معاف فرمادے۔

تو! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بخش دیا اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔

(امام بیہقی دلائل النبوۃ، روح البیان، ص: ۲۳۰)

حضرات! محبوب کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بغیر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نہ کسی کو بخشا ہے اور نہ قیامت تک بخشے گا۔

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو

بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرت ابولبابہ کی توبہ: حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پوشیدہ راز فاش کر دیا تو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ناراض ہو گئے اور ان کے حق میں آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہیں تھے کہ میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ بلاشبہ اس وقت میں نے اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امانت میں خیانت کی ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں کو قتل کرنے کے بارے میں فرمایا تھا اور یہ راز کی بات تھی جس کو حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کو بتا دیا) چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس گناہ کے تصور سے لرز گئے اور اپنے اس گناہ پر نادم و شرمندہ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی شریف کے ایک ستون میں رسی سے باندھ لیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اور آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دست مبارک سے مجھے نہیں کھولیں گے۔ خدا کی قسم نہ میں کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا چنانچہ چھ دن چھ رات تک حضرت لبابہ مسجد کے ستون میں بندھے رہے، نمازوں اور انسانی حاجتوں کے وقت ان کی بیوی صاحبہ ان کو کھول دیا کرتی تھیں پھر وہی ان کو باندھ دیا کرتی تھیں۔ بھوک، پیاس کی شدت سے ان کی قوت سماعت جاتی رہی اور آنکھوں کی روشنی میں بھی کمی آ گئی اسی حالت میں ایک رات جب کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ صبح صادق کے وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ناگہاں ہنسی آ گئی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہنسی کیوں آ رہی ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ! میں اس خوشی میں ہنس رہا ہوں کہ ابولبابہ کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو گئی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت لے کر حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ اے ابولبابہ! تمہیں بشارت مبارک ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہو گئی ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز سننا تھا کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل آئے اور مسجد نبوی شریف کی طرف دوڑ پڑے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ستون سے کھولنے لگے۔ مگر حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے روتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا کہ خبردار! ہرگز، ہرگز کوئی مجھے نہ کھولے۔ خدا کی قسم جب تک خود آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ میرے مجرم و گنہگار دل کو تسلی نہیں ہو سکتی کہ میرے رب تعالیٰ نے میری خطا کو معاف فرما دیا ہے اور میری توبہ کو قبول فرمالیا ہے چنانچہ لوگ ہٹ گئے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے وقت تک بندھے رہے اور لوگ ان کے ارد گرد کھڑے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مسجد نبوی میں نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی ہی پیار کی نگاہ سے دیکھا اور مسکرایا اور اپنے دست کرم سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسیوں کو کھول دیا۔ (صاوی، ج:۱، ص:۱۳۲)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرات! حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گناہ و خطا ہو گیا تو سیدھے اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مسجد نبوی شریف کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ کریم نے گناہ گار بندوں کو محبوب رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں آنے کا حکم دیا ہے۔

آیت: جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ (پ۵، ع۶)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ۔

بخدا، خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضرات! حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ اس قدر قبول ہوئی کہ اب کتنا بڑا کوئی خطا کار گنہگار کیوں نہ ہو مسجد نبوی شریف میں ستون لبابہ کے پاس جا کر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبول توبہ کی برکت سے اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

مزار انور کی حاضری سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

ایک اعرابی صحابی جب مدینہ طیبہ میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور و اقدس پر حاضر ہوئے تو محبت کا یہ عالم تھا کہ قبر شریف کے ارد گرد کی مٹی کو اپنے سر پر ڈالنے لگے پھر بڑے ہی درد بھرے انداز سے رو، رو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو کچھ خدائے تعالیٰ کا پیغام لائے۔ ہم نے اس کو پڑھا، اور اس پر ایمان لائے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ (پ۵،ع۶)

تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے گناہ کر کے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ لہذا میں اللہ تعالیٰ کے فرمان جاؤک پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کے دربار میں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے رب تعالیٰ سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے تو مزار انور، قبر اقدس سے آواز آئی کہ اے اعرابی تو بخش دیا گیا۔ (خزائن العرفان، ص:۱۰۵)

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی ظاہری حیات میں بھی اپنے غلاموں کو نجات و بخشش کا مژدہ سناتے تھے اور آج قبر کریم میں آرام فرما ہیں اور اپنے خطا کار غلاموں کو نوازتے ہیں اور مغفرت و نجات کی خوشخبری دیتے ہیں۔

دوسری بات! اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی یارسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور وصال کے بعد بھی یارسول اللہ! کہتے تھے تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا شرک و بدعت نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت و سنت ہے۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

اللہ والوں کے پاس جانے سے بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے

بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا ہی گنہگار و خطا کار تھا، جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا المختصر یہ ہے کہ توبہ کی غرض سے اللہ والوں کے پاس جا رہا تھا کہ راستے ہی میں اس گنہگار کا انتقال ہو گیا عذاب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے دونوں اس کے پاس پہونچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ زمین کو ناپا جائے اگر اللہ والوں کی بستی سے قریب ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور اس کو جنت میں داخل کر دیں اور اگر اپنے گھر سے قریب ہے تو عذاب کے فرشتے اس کو عذاب دیں۔ جب زمین ناپی گئی تو اللہ والوں کی بستی سے قریب تھا تو اس کی توبہ قبول ہو گئی اور اس شخص کو اللہ والوں کے قریب ہونے کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں نے معاف کر دیا اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (مولانا روم، مثنوی شریف، مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۰۷، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۰۳)

صحبت کی برکت سے ایک گویا محدث بن گیا

ہمارے پیر حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کوفہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک فاسق کے گھر میں بہت سے اوباش جمع تھے اور شراب پی جا رہی تھی، ان لوگوں میں ایک گانے والا بھی تھا جس کا نام زادان تھا وہ بربط پر عمدہ آواز سے گا رہا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عمدہ آواز کو سن کر فرمایا کیسی اچھی آواز ہے کاش یہ شخص اپنی عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو کتنا اچھا ہوتا پھر آپ چلے گئے۔ زادان نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن لی تھی لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ زادان نے کہا یہ کیا کہہ رہے تھے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کہہ گئے ہیں کہ کتنی عمدہ آواز ہے کاش گانے کی بجائے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی تو کتنا اچھا ہوتا یہ سنتے ہی زادان کے دل پر خوف و ہیبت طاری ہو گئی اور اسی وقت بربط کو توڑ ڈالا اور دوڑتا، بھاگتا ہوا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رونے لگا۔ آپ نے زادان کو گلے لگا لیا اور اس کے ساتھ خود بھی رونے لگے اور فرمایا، میں کیسے اس سے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے، اس کے بعد زادان نے گانے بجانے سے توبہ کر لی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ قرآن پاک پڑھ لیا اور اتنا علم حاصل کیا کہ

امام بن گیا۔ چنانچہ حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی حدیثیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۲۶۳)

حضرات! مسلم شریف کی حدیث اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ کو اللہ والوں کے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قبول فرما کر جنت کا حقدار بنا دیتا ہے اور ایک گانے بجانے والا ایک صحابی کی صحبت کی برکت سے تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور دین کا امام اور محدث بنتا نظر آتا ہے۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! تو معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے قریب جا کر توبہ کرنے سے بہت جلد توبہ قبول ہو جاتی ہے اور سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند .... یعنی نیک کی صحبت نیک بنا دیتی

صحبت طالح ترا۔ طالح کند .... اور برے کی صحبت برا بنا دیتی

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیکوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بے حساب گناہ سچی توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آدمی کے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر (یا اس سے بھی زیادہ ہوں تو) اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والے کو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۱۷)

سچی توبہ کی برکت: اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ (سچی) توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔

اس کے جسم کے اعضاء اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے اس نے گناہ کیا ہے اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۱۵)

حدیث شریف: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے عرش پر لکھا تھا کہ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی O (پ۱۶، ع۱۳)

یعنی جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۵)

حضرات! حدیث شریف کی روشنی میں سمجھئے کہ سچی توبہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ توبہ کرنے والے کے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما کر اس کو بخش دیتا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

حضرات! (۱) سچی توبہ کرنے سے برائیاں، نیکیوں میں بدل جاتی ہیں۔ (قرآن کریم)

(۲) سچی توبہ عذاب سے بچاتی ہے۔ (قرآن کریم)

(۳) سچی توبہ کرنے سے بخشش ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے۔ (قرآن کریم)

(۴) سچی توبہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ (قرآن کریم)

(۵) سچی توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۲۰۲)

(۶) سچی توبہ کرنے سے رزق بڑھتا ہے اور غم دور ہو جاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف، ص:۲۰۴)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے